رشتے ناطے جوڑے رکھیں

صلہ رحمی کی اہمیت، رشتوں کو جوڑنے کی تاکید قطع رحمی کا وبال، موجودہ مسلم معاشرہ میں اسلام کے خاندانی نظام کے بکھرنے کی وجوہات اوراس کا سد باب پر ایک سنجیدہ اور دل نشین تحریر۔

مولانا قاضی محمد عبدالحیٔ قاسمی

(ایم اے، ایم فل، یونیورسٹی آف حیدرآباد)

ناشر

عروۃ الوثقیٰ فاؤنڈیشن، حیدرآباد

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول ۱۴۴۵ھ ـــ ۲۰۲۲ء

کتاب : رشتے ناطے جوڑے رکھیں

تالیف : مولانا قاضی محمد عبدالحئ قاسمی

صفحات : ۱۲۸

کمپیوٹر کتابت : لؤلؤ گرافکس، مادنا پیٹ، حیدرآباد (فون:9848057810)

سرورق : لؤلؤ گرافکس

سن طباعت : صفرالمظفر ۱۴۴۵ھ، ستمبر ۲۰۲۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

قیمت : بلا قیمت: اس کتاب کو مفت حاصل کرنے کیلئے مؤلف سے ربط فرمائیں

ناشر: عروۃ الوثقیٰ فاؤنڈیشن حیدرآباد

12-1-925/11/4/A.6 قدیم ملے پلی، فیل خانہ، نزد مسجد مسکین شاہ حیدرآباد، تلنگانہ 500001

qazimohdabdulhai@gmail.com

ملنے کے پتے

عروۃ الوثقیٰ فاؤنڈیشن، آصف نگر، حیدرآباد، فون نمبر: 9391359715

مولانا قاضی محمد عبدالحئ قاسمی، آصف نگر، حیدرآباد، فون نمبر: 9441383281

فضل بک ڈپو، نزد مرکز ملے پلی، حیدرآباد، فون نمبر: 9440039231

ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد، فون نمبر: 040-66481637

دکن ٹریڈرس، مغلپورہ، چارمینار، حیدرآباد، فون نمبر: 040-24521777

انتساب

یہ حقیر کاوش اپنے مرحوم والد و والدہ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی اسلامی اصولوں پر میری تعلیم وتربیت کے باعث اسے مرتب کرنے کے قابل ہوا۔

استاذی مخدومی ومرشدی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغفور صاحب قریشی نوراللہ مرقدہ کے نام

اور

ان تمام بھائیوں اور بہنوں کے نام جنھوں نے صلہ رحمی پر عمل کیا اور قطع رحمی سے گریز کیا۔

فہرست

- پیش لفظ ۷
- ابتدائیہ ۸
- صلہ رحمی پر ایک نظم ۱۰
- آن لائن ہوتی زندگی آف لائن ہوتے رشتے ۱۱
- صلہ رحمی کی روایت پر اثرات ۱۳
- سماجی تعلقات پر اثرات ۱۵
- اسلام میں رشتہ داری کا مقام ۱۷
- مسلمان کے حقوق ۱۹
- غیر مسلموں کے ساتھ صلہ رحمی ۲۲
- صلہ رحمی کی تعریف ۲۳
- قطع رحمی کے نقصانات ۲۶
- قطع تعلق کرنا کب درست ہے ۳۰
- قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کا حکم ۳۲
- صلہ رحمی کے تین انعامات ۳۴
- صلہ رحمی اور اخلاقیات ۳۷
- ناتا توڑنا حرام ہے ۴۰
- قطع تعلق کا گناہ قتل کے برابر ہوگا ۴۲
- قطع رحمی کا مرض کینسر کی طرح پھیل چکا ہے ۴۴

- قطع رحمی کی سزا ۴۵
- رشتے یوں جڑتے ہیں ۴۷
- بچوں کو رشتے نبھانا سکھائیں ۴۹
- رشتوں کا احترام کیجئے ۵۱
- بھولنا اور درگذر کرنا ۵۳
- صلہ رحمی کی سخت تاکید ۵۴
- رشتہ داری کو تازہ اور زندہ رکھنے کا مطلب ۵۸
- رشتے ہیں یا بزنس ۶۰
- رشتوں کی محبت ۶۳
- خودغرضی اور صلہ رحمی ۶۵
- خاندان ایک طاقت ہے ۶۷
- یہ خونی رشتہ داروں کا حال ہے ۶۸
- رشتوں کو معمولی سمجھنا چھوڑ دیں ۷۰
- تعلقات کو نبھانے کی کوشش کریں ۷۲
- ذرا ذرا سی بات پر رشتوں کو ختم کرنا فیشن بن گیا ہے ۷۳
- سماجی رشتوں کا بکھراؤ ۷۵
- رشتے ٹوٹنے کی بڑی وجہ زبان ۷۷
- غصہ رشتوں میں دوریاں پیدا کرتا ہے ۸۰
- بدگمانیاں رشتوں میں دایوار بن جاتی ہیں ۸۳
- بگڑے رشتوں میں صلح کرا دینا صدقہ ہے ۸۶
- رشتہ داروں کی ضرورت کو مقدم رکھیں ۸۸

- رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا دہرا ثواب ۸۹
- افضل صدقہ وہ ہے ۹۱
- باہمی ہمدردی کی ضرورت ۹۳
- بری عادتوں اور خصلتوں سے بچیں ۹۵
- دوستی کے لائق کون! ۹٦
- اچھوں کی صحبت میں رہیں ۹۸
- عیب گوئی سے بچیں اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھیں ۹۹
- پردہ پوشی کی عادت ڈالیں ۱۰۱
- سچائی کا راستہ اختیار کریں ۱۰۲
- نرمی اور رحم دلی کا معاملہ کریں ۱۰۴
- ایفائے عہد کو لازم پکڑیں ۱۰٦
- معاف کرنے کی عادت ڈالئے ۱۰۸
- معافی مانگنے سے عزت کم نہیں ہوتی ۱۱۰
- اپنے بڑوں کا احترام کریں ۱۱۲
- پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک ۱۱۵
- پڑوسیوں کے دس بنیادی حقوق ۱۱۷
- قرض کا وبال اور نیت کا فتور ۱۱۹
- ایک مقدس رشتہ ۱۲۱
- خوش حال زندگی کا راز ۱۲۲
- والدین سب سے بڑا رشتہ ۱۲۳
- آخری بات ۱۲۷

پیش لفظ

حضرت مولانا حافظ محمد بن عبدالرحیم بانعیم مظاہری
نائب ناظم مجلس علمیہ۔ تلنگانہ وآندھرا
امام وخطیب مسجد الرحمن، حی شرقہ، جدہ (سعودی عربیہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اپنے پیغمبروں کے ذریعہ احکام وفرامین نازل فرمائے ان احکام وفرامین سے بعض کا تعلق ایمانیات سے تو بعض کا تعلق معاشرتی زندگی سے، معاشرتی زندگی میں بھی خاص طور پر صلہ رحمی کا موضوع نہایت ہی اہم ہے، ایک معنی میں صلہ رحمی عین مطلوب شریعت ہے۔

آج آپسی انتشار کی وجہ سے رشتوں کی مضبوط دیواروں میں دراڑیں پڑ رہی ہیں باہمی تعلقات کے گلستان اجڑ رہے ہیں، خاندانوں میں لڑائی، جھگڑے، رنجشیں، قطع رحمی کا بازار گرم ہے، ایسے پرفتن دور میں یہ کتاب ایک طریقہ علاج ہے، اس کتاب کے اندر معاشرتی، اخلاقی واصلاحی مضامین شامل ہیں یہ کتاب صلہ رحمی کی ترغیب دلانے اور قطع رحمی کے گناہ سے دور کرنے میں مددگار ہے، خاص طور پر نئی نسل کے لوگ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔

زیر نظر کتاب ''رشتے ناطے جوڑے رکھیں'' مولانا قاضی محمد عبدالحئی قاسمی کے افادات کا مجموعہ ہے، صلہ رحمی کے موضوع پر معلومات کا بے بہا خزانہ جمع فرمادیا۔ امید کہ لوگ اس کتاب سے استفادہ کریں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور جن نیک مقاصد کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے، اللہ ان تمام مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور مؤلف کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر میں درازی عطا فرما کر ان کے دینی نفع کو عام فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

شرح دستخط محمد بن عبدالرحیم بانعیم

ابتدائیہ

اسلام نے رشتہ داری کو وہ معزز اور بلند مقام عطا فرمایا ہے جو پوری تاریخ انسانیت میں کسی مذہب اور کسی شریعت میں نہیں ملتی دین اسلام نے آپس کی رشتہ داری کو واضح کرتے ہوئے رشتوں کا پاس ولحاظ کرنے کی وصیت کے ساتھ صلہ رحمی کی ترغیب دیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ۔ (رعد آیت:۲۱)

اور وہ لوگ جو جوڑتے ہیں جس کو اللہ نے جوڑنے ملانے کا حکم فرمایا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے۔

صلہ رحمی سے مراد یہ ہوتی ہے کہ جو رشتے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ ہمارا خونی تعلق ہے جیسے ہماری والد، والدہ، دادا، دادی، نانا، نانی اور پھر اسی طرح اولاد میں بہن بھائی ہیں خالائیں پھوپیاں ماموں وغیرہ اور آگے پھر ان سے جو ہمارا تعلق ہوتا ہے یہ خونی تعلق ہوتا ہے اور یہ رشتہ اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ آج ہم ایک نظرا اپنے مندرجہ بالا رشتوں پر ڈالیں تو ان میں کچھ کے ساتھ ہمارا قطع تعلق ہوگا تو ہم اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہیں کہ خبردار تم اپنے چچا کے گھر مت جانا، اپنی خالا کے گھر مت جانا وغیرہ، ہم نے دیکھا ہے کہ یہ نفرتیں بڑھتے بڑھتے اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ بعض مرتبہ نماز جنازہ میں شرکت سے گریز کیا جاتا ہے اور جاہلیت کی طرح جو اپنے آباء واجداد کی باتوں پر چلا کرتے تھے اب پھر وہی دور آتا جارہا ہے۔ عمومی طور پر رشتہ داریوں کے اندر بعض رشتہ دار زندگی کے اندر زہر بھر دیتے ہیں۔ آج سگے بھائی سے برا سلوک ہوتا ہے اور دوستوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ہم نے تین سال سے بھائی کی شکل نہیں دیکھی، پانچ سال سے میں بہن کے گھر نہیں گیا، ایک سال سے میں نے اپنے سسرال والوں کی شکل نہیں دیکھی جب کہ اسلام تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی اجازت نہیں دیتا۔

اپنے قریبی رشتہ داروں سے تین تین، پانچ پانچ سالوں سے بات نہ کرنا بڑے افسوس کی بات ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق میں سب سے اولین چیز یہ ہے کہ ان سے تعلقات اچھے رکھے جائیں، میل ملاپ کو برقرار رکھا جائے اور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا جائے۔ صلہ رحمی عفو و درگزری اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ مگر جیسے جیسے زمانہ ترقی کر رہا ہے لوگوں کی سوچ بدل رہی ہے لوگ اپنے آپ کو ہائی فائی ماڈرن تصور کر رہے ہیں انہیں غریب رشتہ داروں سے رشتہ رکھنا پسند نہیں، خواہ وہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو، پیسہ رشتہ داری کا لائسنس بن چکا ہے، جس کے پاس پیسہ نہیں وہ رشتہ داری کے لئے نااہل ہے، امیر رشتہ داروں سے میل جول رکھنا ہی ان کی سب سے بڑی شان ہے۔ دوسرے معنی میں رشتے پروفیشنل ہوگئے ہیں، اس لئے آج ہم خونی رشتوں سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ خونی رشتوں میں تلخیاں اب عام بات ہوگئی ہے۔ عداوت، جھگڑے، لڑائیاں معمولی معمولی باتوں پر قطع تعلق قریب سے قریب رشتہ دار سے بات بند ہے۔ رشتوں کا احترام و ہمدردی کا فقدان ہے، ایک دوسرے کے قصور کو معاف کرنا، صبر و برداشت سے کام لینا مسلمانوں کی بنیادی صفات تھیں جس سے ہم محروم ہوتے جارہے ہیں، آہستہ آہستہ ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ سچ مانو زندگی اس کا نام نہیں، دوسروں کے دلوں میں زندہ رہنا ان کا دعائیں لینا اصل زندگی ہے۔

راقم نے اس موضوع پر ایک مختصر مضمون مرتب کرنے کی نیت سے قلم اٹھایا تو اس موضوع کی وسعت اور اہمیت نے اس کو صرف مضمون ہی نہیں بلکہ ایک کتاب کی شکل دیدی۔ راقم اس سے پہلے چار کتابیں (۱) بندوں کے حقوق (۲) امت کی بیٹیاں اور فتنۂ ارتداد (۳) موبائل فوبیا اور نئی نسل کی بے راہ روی (۴) معاشرہ کا بگاڑ اور اصلاح معاشرہ کے عنوان سے اپنی کاوشیں پیش کر چکا ہے۔

زیر نظر کتاب ''رشتے ناطے جوڑے رکھیں'' اسی سلسلہ کی پانچویں کڑی ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں جن مصنفین کے خیالات سے استفادہ کیا ہے اور جن وسائل و کتب سے مواد اکٹھا کیا ہے وہ سب میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

قاضی محمد عبدالحئی قاسمی

(ایم اے۔ ایم فل، یونیورسٹی آف حیدرآباد)

صلہ رحمی پر ایک نظم

صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلمان　　مہرباں ہوگا خدا اے مسلمان
اسی سے دلوں میں محبت بڑھے گی　　یہی تیری عظمت زیادہ کرے گی
سبھی ہوں گے تجھ پر فدا اے مسلماں　　صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلمان
نہ کرنا کبھی بھی تو ایذا رسانی　　نکل جائے اگر آہ کسی کی زبانی
لگے گی تجھے بد دعا اے مسلماں　　صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلماں
بری موت سے تیرا چھٹکارا ہوگا　　ٹھکانہ بہشت میں بہت پیار ہوگا
اسی سے تو جنت کما اے مسلماں　　صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلماں
بہن بھائی آپس میں لڑنا نہیں ہے　　پڑوسی سے اپنے جھگڑنا نہیں ہے
یہ نفرت کے فتنہ مٹادے مسلماں　　صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلماں
غموں سے خلاصی مفر چاہتے ہو　　اللہ کی رحمت اگر چاہتے ہو
تو پڑھ لو صبح و شام درود اے مسلماں　　صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلماں
حسد بغض و کینہ سے محفوظ رہنا　　تو علم و شرافت سے محفوظ رہنا
شریف مانگتا ہے دعا اے مسلماں
صلہ رحمی کرنا سدا اے مسلماں

●●●

آن لائن ہوتی زندگی آف لائن ہوتے رشتے

ایک وہ بھی وقت تھا جب کسی کے بھی گھروں میں نہ فون تھا، نہ ٹی وی، نہ ریڈیو، وقت گزارنے کا ذریعہ صرف کتابیں تھیں ہر کام اپنے ہاتھ سے کیا جاتا تھا، گھر کے سارے لوگوں کا ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا، کھانا پینا ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہونا، روٹھنا منانا گھر کے سارے بچوں کا ایک ساتھ سونا، ہنسی مذاق کرنا وہ بھی کیا دن تھے جب رشتوں میں پیار و محبت خلوص ہوا کرتا تھا گھر چھوٹے ہوتے تھے مگر دلوں میں جگہ ہوتی تھی، ایک گھر میں کئی بھائیوں کے خاندان رہتے تھے۔ وہ بھی سب مل جل کر، بزرگوں کے ڈانٹنے پر کبھی کوئی برا نہیں مانتا تھا، غلطی ہو یا نہ ہو سر تسلیم خم ہو جاتا تھا، تعلیم یافتہ نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا لوگ میلوں سفر کر کے ایک دوسرے سے ملنے آجایا کرتے تھے۔

پھر زمانے نے کروٹ لی دھیرے دھیرے تعلیم یافتہ افراد کی تعداد بڑھنے لگی سب کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں آئیں، زمانے کی ضروریات بدلیں تو لوگوں کے نظریات بھی بدلتے چلے گئے اور آج یہ حال ہے کہ لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں رہی، پہلے مہمان کا آنا خوش نصیبی سمجھتے تھے اب مہمان کا آنا بوجھ لگتا ہے، اسکول میں موبائل لانا منع تھا آج تین سال کا بچہ بھی آن لائن کلاسیس لے رہا ہے۔ سوشل میڈیا نے اس میں بہت سارے لوگوں سے جوڑ دیا ہے، ہماری زندگی جتنی آن لائن ہو رہی ہے ہمارے رشتہ اتنے ہی آف لائن ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم حقیقی رشتوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے رشتوں میں تلخیاں بڑھنے لگیں ہیں، ہم جسمانی طور پر اپنوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھی ذہنی طور پر ہم وہاں نہیں ہوتے، کیونکہ ہماری نگاہیں موبائیل کے اسکرین پر ہوتی ہیں، ترقی کے اس دور میں نفسا نفسی بڑھ چکی ہے لوگ آپسی تعلقات کو بوجھ سمجھتے ہوئے اس

سے فرار اختیار کررہے ہیں۔ سوشل میڈیا نے ہمیں بہت سے جانے انجانے لوگوں سے آسانی سے جوڑتو دیا ہے لیکن اپنوں سے دور کردیا ہے، یہاں تک کہ پورے گھر کے لوگ جمع ہوں تو سب موبائل میں خاموش لگے رہتے ہیں، ایک دوسرے کی بات سننے کی اور اپنا دکھ درد شیر کرنے کی کمی ہوگئی ہے، ہم اپنوں سے بہت دور ہوگئے ہیں، ایک ہی گھر میں رہتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے۔

بزرگوں کالحاظ، اپنوں سے محبت، ان کا خیال رکھنا، کبھی یہ ہمارا امتیازی وصف تھا مگر آج وہ سب کچھ ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ دلوں میں فاصلے ہوگئے ہیں ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے لوگ اجنبی بن گئے ہیں، ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہوئے بھی ہزاروں میل دور ہوگئے ہیں، غم ہو یا خوشی ہو بس موبائل پر مسیج کردیا مطلب ذمہ داری پوری ہوگئی۔

فیس بک، ٹوئٹر، انسٹا گرام اور دیگر ویب سائٹ پر موجود لاکھوں لوگوں کو اپنے حلقہ احباب میں شامل کرلیا ہے، جب کہ اصل زندگی اس کے برعکس ہے۔

سوشل میڈیا کا فتنہ خاندانی جھگڑوں کا باعث بنتا جارہا ہے۔ سوشل میڈیا کی دوستی اس میں ناجائز ازدواجی تعلقات کے باعث عصمت ریزی، قتل وغارتگری، کم عمر لڑکیوں کے ساتھ جنسی استحصال، نوجوانوں میں گروہ واری لڑائیاں وخاندانی جھگڑے، شوہر اور بیوی کی آپس میں نااتفاقی پھر طلاق وخلع، آخر کار خاندان ٹوٹ رہا ہے۔ لوگ کمپیوٹر اور موبائل اسکرین کے پیچھے بے باک اور بے شرم ہوتے جارہے ہیں۔ فیس بک دودھاری تلوار ہے اس نے خانگی تعلقات کو بالکل تباہ کردیا ہے، انٹرنیٹ استعمال کرتے وقت خوف خدا کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحظہ اور ہر آن ہماری نگرانی کررہی ہے، خدا کے لئے اس بناوٹی دنیا سے باہر نکلئے اور اپنی فیملی کو وقت دیجئے کیونکہ آپ کے فیملی کے لوگ ہی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

● ● ●

صلہ رحمی کی روایت پر اثرات

ہمیشہ اسمارٹ فون میں کھویا رہنا ایک غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہے اور صلہ رحمی کے تقاضوں سے غفلت کا سبب بن رہا ہے، یہ مقولہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ سوشل میڈیا کے آنے سے اب حقیقی رابطوں کی ضرورت نہیں رہی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز آنے کے بعد باہم ربط و تعلق اور صلہ رحمی خصوصاً رشتہ داروں کے ہاں آنا جانا اور مزاج پرسی کرنے کی روایت ختم ہو کر رہ گئی ہے حالانکہ ماضی قریب میں ان کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ آج ان کے ضروری ہونے کا احساس ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر شریم کہتے ہیں کہ باہم جسمانی طور پر ایک جگہ موجود ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے بہت دور ہیں، خصوصاً بزرگ افراد کو اور بڑے بوڑھوں کو تنہائی اور عزیزوں سے دوری کا احساس اس وقت اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے جب ملنے کے لئے آنے والے ان سے گفتگو کرنے اور ان کی مزاج پرسی کے بجائے اپنے اپنے موبائل میں لگے رہتے ہیں۔

مزید کہتے ہیں کہ بچے اگر موبائل اور نیٹ کے عادی ہو جائیں تو خاندانی تقاریب، عزیزوں اور رشتہ داروں سے میل ملاقات میں انہیں بوریت ہونے لگتی ہے، وہ عزیزوں سے گھلنے ملنے بات چیت کرنے اور حال احوال دریافت کرنے کی بہ نسبت موبائل میں اپنا زیادہ وقت گزارتے ہیں، یوں رشتہ داروں اور عزیزوں کی محفل میں جسمانی طور پر موجودگی کے باوجود ان سے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ ایک دن گھر میں ہر طرف خاموشی تھی، استفسار پر معلوم ہوا کہ ہر کوئی اپنا اپنا موبائل لئے بیٹھا ہے یا پھر کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ پر براجمان ہے، غرض سبھی چھوٹے بڑے انٹرنیٹ کی دنیا میں گھوم پھر رہے تھے۔

جب سے تعلقات کے معیار لائک اور کمنٹ پر آ گئے ہیں تب سے رشتے بھی کچے دھاگوں

سے بندھے ہوئے ہیں اظہارغم کے لئے بھی ایک کاپی شدہ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کمنٹ کیا جانے لگا ہے۔

ہم دراصل چند ڈیجیٹل دوستوں کو دکھانے کے لئے حقیقی رشتوں کے حساسیت اور بندھن سے کافی دور جاچکے ہیں، مصنوعی زندگی میں تو اکثر نمائش ہی مقصد ہوتا ہے، سوشل میڈیا نے ہمیں گلوبل ولیج کا حصہ ضرور بنایا مگر ہم حقیقی زندگی سے دور ہوتے جارہے ہیں۔عزیز واقارب پاس میں بیٹھے ہیں شاید وہ ہم سے کچھ بولنا چاہتے ہیں یا سننا چاہتے ہیں مگر ہم خود کو سوشل میڈیا کی مصنوعی زندگی میں مصروف رکھتے ہیں رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے ہزار رنجشیں پال رکھی ہیں مگر ہم فیس بک،ٹوئیٹر پر ساری دنیا کو انسانیت کا درس دیتے نظر آتے ہیں، حتی کہ مسکرانہ بھی ایک آرٹ بن گیا ہے کہ تصویر اچھی بنے اسٹیٹس لگاتے لگاتے اصل اسٹیٹس کھو بیٹھے ہیں کتابیں محفلیں رشتوں، کی مٹھاس، یہ سب اسکرین کے نظر ہوچکے ہیں، وہ تو ویڈیو گیم، یوٹیوب، کامیڈی، فلمیں اور تفریحی ویڈیوز میں گم ہیں، آج سوشل میڈیا ہماری زندگی میں اتنی زیادہ جگہ بنائی ہے کہ اس کے بغیر زندہ رہنے کا تصور محال ہے، سیل فون سے ہم نے دنیا مٹھی میں کرلی لیکن اس مٹھی سے رشتے ریت کی مانند پھسلتے جارہے ہیں اب ماضی کی وہ روایتیں ختم ہوچکی ہیں شادی بیاہ کی تقریب میں رشتہ دار دوست احباب، شادی خانہ آنے اور وہیں سے لوٹ جانے کو ہی پسند کررہے ہیں، نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوکر سمجھتے ہیں کہ ہم نے دوستی اور رشتہ داری کا حق ادا کردیا۔آج قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ہمارے روابط منقطع ہیں ہم سالہا سال ان کی خبر گیری نہیں کرتے صرف شادی یا غمی میں رسمی ملاقاتیں باقی رہ گئی ہیں، گویا صلہ رحمی ہم سے کوسوں دور ہے۔

● ● ●

سماجی تعلقات پر اثرات

سوشل میڈیا نے عام لوگوں کے درمیان میل جول پر کیا اثرات مرتب کئے ہیں!

ڈاکٹر شریم کہتے ہیں موبائل فون پر مسلسل پیغام رسانی بڑھ جانے سے بالفعل ملاقاتوں میں بہت کمی آئی ہے، اب لوگ خاص موقعوں پر بھی مبارکباد کے پیغامات بھیجنے پر اکتفا کرتے ہیں اور ایسے افراد کا تعین ہم سے ہو نہیں پاتا کہ کن سے ہمیں فون پر ہائے ہیلو رکھنی چاہئے اور کن کے ہاں جانا اور ملاقات ضروری ہے، اور اب لوگوں میں معاشرتی تعلقات کتنے ضروری ہیں اس کا احساس باقی نہیں رہا، مسلمانوں میں عید اور دیگر معاشرتی تقاریب میں شامل ہونے کے حوالے سے جو سرد مہری آئی ہے وہ سوشل میڈیا کی وجہ سے ہے، گرم جوشی سے مبارکباد دینے کے محبت بھرے انداز آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں، خوشی اور محبت کے اظہار کے لئے موبائل فون، ای میل، واٹس ایپ نے لے لی ہے، مبارکباد دینے کے ان مصنوعی طریقوں کو چھوڑ کر واپس پلٹنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ایک دوسرے سے محبت، تعلق، احترام باقی رکھ سکیں۔

آج معاشرہ کا کوئی بھی فرد ہو، والدین ہو، اولاد ہو، گھر کے بڑے بزرگ ہوں، سوشل میڈیا کے اثرات سے بالاتر نہیں ہیں، خاص طور پر خواتین حدود وقیود کے اندر رہتے ہوئے سوشل میڈیا کا استعمال کریں، آج صورتحال یہ ہے کہ اسی فیصد گھروں کے ٹوٹنے میں سب سے اہم کردار سوشل میڈیا کا ہے، جس نے میاں بیوی کے درمیان دوریاں پیدا کردیں ہیں جس کی وجہ سے خاندان کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔ امت کی بیٹیوں اور لڑکیوں میں بے شرمی، بے باکی، بے حجابی، بے حیائی، فحاشی، عریانیت تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ مسلم لڑکیوں کا سوشل میڈیا کے ذریعہ غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ عشق ومحبت میں مبتلا ہو کر ان کے ساتھ راہ فرار اختیار کر کے اپنی زندگی

تباہ وبرباد کرکے ارتداد کا شکار ہورہی ہیں، لہٰذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو سوشل میڈیا کا صحیح استعمال سکھائیں تاکہ ان کی قیمتی زندگیاں سوشل میڈیا کے نام پر برباد نہ ہوں۔

سوشل میڈیا پر اور اردو اخبارات میں کثرت سے ایسی افسوسناک خبریں پڑھنے کو مل رہی ہیں کہ لڑکیاں جو اپنا دین وایمان بیچ کر غیروں کے ساتھ اپنا منہ کالا کررہی ہیں کسی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ جانے سے پہلے یہ ضرور سوچنا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ مسلم لڑکیوں کی اس حرکت سے عزت تو مٹی میں مل جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ زندگی بھی ختم ہوجاتی ہے۔ ایسی لڑکیوں کے چند دنوں بعد ویڈیو وائرل ہوجاتے ہیں جن کے ابارشن ہوچکے ہوتے ہیں یا پھر بنا شادی کے ہندو مرد کے بچے پیدا ہوتے ہیں بعد میں ویڈیو بنا بنا کر روتے ہیں کہ ہماری مدد کرو۔

لڑکیو! کیوں اپنے ماں باپ کے ساتھ اپنے مذہب کو بدنام کرنے پر تلی ہوئی ہو اللہ نے آپ کو اس دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ اپنے دین کو اپنے مذہب کو تار تار کردیں۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ جو لڑکیاں مرتد ہوکر غیر مسلم لڑکوں سے شادیاں کررہے ہیں ان میں ان کے والدین بھی برابر کے قصوروار ہیں کہ جنہوں نے اپنی لڑکیوں کو دینی تعلیم دلائے بغیر عصری تعلیم دلائے۔ عصری تعلیم کے جتنے بھی ادارے ہیں سبھی میں مخلوط تعلیم دی جاتی ہے، جس کی بناء پر بہ آسانی مسلمان لڑکیاں غیر مسلم لڑکیوں سے رابطہ کرلیتی ہیں، والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں پر گہری نظر رکھیں اور بچوں کے ذہن نشین کرائیں کہ کافر کبھی بھی آپ کے ہمدرد نہیں ہوسکتے۔ چاہے وہ کتنا ہی شریف کیوں نہ ہوجائے۔

● ● ●

اسلام میں رشتہ داری کا مقام

دین اسلام میں رشتے ناطے، خاندان وقبائل کی بڑی اہمیت ہے، یہ رشتہ داریاں اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کے جوڑے سے پیدا کئے، کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ہم جب پیدا ہوتے ہیں تو بنے بنائے ہوئے ملتے ہیں، جیسے ماں، باپ، بھائی، بہن، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں بنانے پڑتے ہیں، جیسے شوہر بیوی، ساس سسر، دوست احباب وغیرہ۔ رشتے ناطوں میں کچھ قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں جنہیں ہم محرم کہتے ہیں۔ محرم وہ رشتے ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، ان سے گوشہ پردہ نہیں ہے، اور کچھ غیر محرم ہوتے ہیں کہ ان سے سخت پردہ کیا جائے گا، رشتے چاہے کسی نوعیت کے ہوں ان کو سنبھال کر رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

رشتے ناطوں کی دین اسلام میں بہت زیادہ اہمیت ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے رشتے ناطوں کی قدر کو جانیں پہچانیں، انہیں جوڑ کر رکھنے کی کوشش کریں۔ رشتے ہاتھ ملانے سے نہیں بلکہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے کام آنے سے جڑے رہتے ہیں۔ رشتے ناطوں کو جوڑے رکھنا اور باہم اسے مضبوط کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب کوئی انسان وفات پا جاتا ہے تو اس کے آخری سفر میں قبرستان تک آنے والے رشتے دار ہی ہوتے ہیں، خواہ دور کے ہوں یا قریب کے جو نماز جنازہ میں شریک غم ہوتے ہیں۔

حضرت انس ابن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں قبر کی طرف جاتی ہیں (۱) اس کے رشتہ دار (۲) اس کا مال (۳) اور اس کا عمل۔ دو چیزیں رشتہ دار اور مال تو واپس آجاتے ہیں اور ایک چیز اس کا عمل اس کے پاس رہ جاتا ہے۔ (نسائی)

کسی رشتہ دار یا دوست احباب جن سے ہم واقف ہوں انتقال کی اطلاع ملے تو نماز جنازہ میں ضرور شرکت کریں اور تدفین کا عمل مکمل ہونے تک قبرستان میں ٹھہرے رہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نماز جنازہ میں شرکت سے لاپرواہی برتتے ہیں، اور اگر جنازہ میں شریک ہوں بھی تو تدفین کے عمل تک قبرستان میں نہیں ٹھہرتے۔ کافی دیر تک قبرستان کے پاس کسی ہوٹل میں ہم خیال احباب کے ساتھ چائے نوشی اور گپ بازی میں مصروف ہوجاتے ہیں، اگر کوئی انتہائی ضروری کام نہ ہوتو تدفین کے عمل تک قبرستان میں ٹھہرنا باعث ثواب ہے۔

> متقی مسلمان تدفین تک جنازے کے ساتھ رہتا ہے، اس لئے کہ جنازے کے ساتھ رہنے میں بہت زیادہ ثواب ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں خبر دی ہے، جو نماز جنازہ تک جنازہ کے ساتھ رہے گا اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو تدفین تک موجود رہے اسے دو قیراط ثواب ملے گا، لوگوں نے عرض کیا دو قیراط کتنے ہوتے ہیں فرمایا دو بڑے پہاڑ کے مثل۔ (بخاری)

اسلام نے تدفین تک جنازے کے ساتھ رہنے کی جو ترغیب دی ہے اس سے مسلمانوں کے درمیان اخوت کے رشتوں کو تقویت ملتی ہے، ایسے موقعوں پر ایک مسلمان کی شرکت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زندگی صرف خوشیوں اور پر مسرت موقعوں کا نام نہیں بلکہ خوشی وغم، طرب وکرب، عیش وتنگی، مسکراہٹ اور اشک کا نام ہے۔ سچا اور باشعور مسلمان ہر موقع پر شریک ہوتا ہے اور کسی وقت بھی غیر حاضر نہیں ہوتا۔

اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلق قائم رکھتا ہے رشتہ داروں سے مراد وہ عزیز واقارب ہیں جن کا ایک دوسرے سے نسب کے واسطہ سے تعلق ہو خواہ ان کو میراث میں حصہ ملتا ہو یا نہ ملتا ہو۔

●●●

مسلمان کے حقوق

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق یہ ہے کہ جب ملاقات ہوتو اسے سلام کرے، اور جب دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے، چھینکے تو یر حمك الله کہے، بیمار ہو تو عیادت کرے، مرجائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو، پیٹھ پیچھے بھی اسے برا نہ کہے، جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔ ذیل میں ان مجمل حقوق کی کچھ تفصیل یوں کی جاتی ہے۔

پہلا حق یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند ہو اور ان کے لئے ہر وہ بات ناپسند کرے جو اپنے حق میں ناپسند کرتا ہو۔

دوسرا حق یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو ایذاء نہ پہنچائے، نہ قول سے نہ فعل سے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذاء سے مسلمان محفوظ رہیں۔

تیسرا حق یہ ہے کہ مسلمان کے ساتھ تواضع سے پیش آئے تکبر و غرور نہ کرے۔

چوتھا حق یہ ہے کہ کسی مسلمان کی چغلی نہ کھائے۔

پانچواں حق یہ ہے کہ اگر آپس میں رنجش پیدا ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ملاقات ترک نہ کرے۔

چھٹا حق یہ ہے کہ ہر شخص کے ساتھ بقدر وسعت و ہمت حسن سلوک کرے، خواہ وہ اس قابل ہو کہ اس پر احسان کیا جائے یا نہ ہو۔

ساتواں حق یہ ہے کہ مسلمان کے پاس اس کی اجازت کے بغیر نہ جائے، اگر جانے کی ضرورت ہو تو پہلے تین مرتبہ اجازت لے اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہو جائے۔

آٹھواں حق یہ ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے، اور ہر شخص کے

ساتھ اس کی اہلیت کے مطابق گفتگو کرے۔

نواں حق یہ ہے کہ بوڑھوں کی عزت کرے اور بچوں پر رحم کرے۔

دسواں حق یہ ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، نرم لہجہ میں گفتگو کرے اور تواضع وانکساری سے پیش آئے۔

گیارہواں حق یہ ہے کہ جو وعدہ کرے اسے پورا کرے، حدیث میں وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا۔

بارہواں حق یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اپنے نفس کے ساتھ کرتا ہو اور وہی معاملہ کرے جو لوگوں سے اپنے سلسلہ میں مطلوب ہو۔

تیرہواں حق یہ ہے کہ جس شخص کے لباس اور صورت سے اس کے مرتبہ کی بلندی کا اظہار ہو اس کی زیادہ توقیر کرے۔

چودہواں حق یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے۔

پندرہواں حق یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرے۔

سولہواں حق یہ ہے کہ تہمت کی جگہوں سے بچے تاکہ مسلمانوں کے قلوب بدگمانی سے اور زبانیں غیبت سے محفوظ رہیں۔

سترہواں حق یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنی کسی ضرورت میں سفارش کا طالب بن کر آئے تو اسے مایوس نہ کرے بلکہ جو بن پڑے اس کی مطلب برآوری کے لئے کرے۔

آٹھارہواں حق یہ ہے کہ جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو اول سلام ومصافحہ کرے بعد میں دوسری گفتگو کرے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام سے پہلے گفتگو شروع کرے اس کی بات کا جواب مت دو یہاں تک کہ وہ سلام کرے۔ (طبرانی)

انیسواں حق یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان ومال اور آبرو کی حفاظت کرے، ظلم سے اس کا دفاع کرے، ظالم کو اس کے ظلم سے روکے، اور مظلوم کی ہر طرح مدد کرے، اپنے مظلوم بھائی

کی نصرت واعانت واجب ہے۔

بیسواں حق یہ ہے کہ مسلمان کی چھینک کا جواب دے۔

اکیسواں حق یہ ہے کہ اگر کسی شرّی سے واسطہ پڑے تو اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے، اس لئے کہ بدکار ظاہری خوش اخلاقی پر خوش ہوتا ہے اور اپنے شر سے نقصان نہیں پہنچاتا۔

بائیسواں حق یہ ہے کہ مالداروں کے پاس بیٹھنے سے حتی الامکان گریز کرے۔ غریبوں مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ میل جول رکھے۔ غریب مسکین اور یتیم اپنی مفلسی کے باوجود معزز ومکرم ہیں۔

تیئسواں حق یہ ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے اور اسے مسرت وخوشی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرے۔ یہ حق بھی بڑی اہمیت وفضیلت کا حامل ہے۔

چوبیسواں حق یہ ہے کہ بیماروں کی عیادت کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے چلے گویا وہ جنت کے باغات میں چل رہا ہے۔

پچیسواں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کے جنازے کی ہمراہی کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنازے کے ہمراہ جانے والے سے متعلق ارشاد فرمایا: جو شخص جنازے کے ہمراہ چلے اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو شخص تدفین تک قبرستان میں ٹھہرے اس کے لئے دو قیراط ہیں۔

چھبیسواں حق یہ ہے کہ ان کی قبروں کی زیارت کرے اس لئے کہ قبرستان کا منظر قلب کے لئے بڑا موثر ثابت ہوتا ہے۔

● ● ●

غیر مسلموں کے ساتھ صلہ رحمی

اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق بھی بتائے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں یہ حکم مسلمان اور غیر مسلم سب کے لئے برابر ہے۔ اپنی ذات سے غیر مسلم کو بھی تکلیف پہونچانا جائز نہیں، حسن سلوک میں مسلم و غیر مسلم میں کوئی تفریق نہیں، صحابہ کرامؓ غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ انہیں اپنی جان و مال عزت و آبرو اور اعتقادات کے بارے میں کوئی خوف نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی غیر مسلم شہری کے ساتھ زیادتی کی تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے فریق بن کر کھڑا رہوں گا۔ (ابوداؤد)

اسلام نے صرف مسلمانوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس نے انسانیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنے کی وصیت کی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قبیلہ بنی فلاں کے لوگ میرے دوست نہیں ہیں بلکہ میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک لوگ ہیں، لیکن ان سے رشتہ داری ہے جسے میں تر و تازہ رکھوں گا۔ (بخاری و مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشتہ کو زمین سے تشبیہ دی جو صلہ رحمی سے سیراب ہوتی ہے اس کے برعکس قطع رحمی سے وہ زمین سوکھ جاتی ہے۔ اور اس میں بغض و نفرت کے خار دار کانٹے اگ آتے ہیں۔ گویا اسلام رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی پر اکساتا ہے۔ خواہ وہ غیر مسلم ہوں، یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمرؓ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا کہ اس کپڑے کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھیجا تھا اپنی ماں کے رشتہ سے ہونے والے مشرک بھائی کو ہدیہ کردیں۔ ●

صلہ رحمی کی تعریف

صلہ کا لغوی معنی ملانا اور پیوند لگانا، اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اچھے سلوک کا معاملہ کرنا اسی طرح عام مسلمانوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور تعلق ختم نہ کرنے کو بھی صلہ کا لفظ شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرہ کو پر امن بنانے کے لئے جن جن کاموں کا حکم دیا ہے ان میں سرفہرست ''صلہ رحمی'' ہے یعنی تمدن کی ابتداء اور حقیقت صلہ رحمی سے شروع ہوتی ہے، اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا، خوشی اور غم میں برابر میل جول رکھنا، دکھ سکھ میں شریک ہونا، باہمی حقوق کا خیال رکھنا، ان پر صدقہ و خیرات کرنا، اگر تنگ دست ہوں تو ان کی مدد کرنا، ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا، صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ صلہ رحمی سے مراد رشتہ داروں کی بھلائی چاہنا ہے۔ یعنی ان سے ہمدردی اور محبت سے پیش آنا ہے تاکہ ہمیشہ اچھے تعلقات رہیں۔

قرآن میں اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَۃٌ کہہ کر اسلامی رشتوں کو مضبوط کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام کو صلہ رحمی اور حسن سلوک کا بہت خیال رہتا تھا، یہ حضرات صرف مسلمان رشتہ داروں کے ساتھ نہیں بلکہ غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ بھی فیاضی کا برتاؤ کرتے تھے۔

حضرت انس ابن مالک ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور عمر لمبی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۰۶۷)

رشتے ناطوں کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے لگا سکتے ہیں کہ خیر خواہی کے سب سے زیادہ حقدار انسان کے قریب ترین رشتہ دار ہوتے ہیں، آج تمام ہی رشتہ داروں سے بے اعتنائی برتی جارہی ہے، اپنے والدین اور بہن بھائی پر خرچ کرکے انسان احسان جتا تا ہے، بھائی بے روزگار پریشانیوں میں مبتلا ہے، اس پر قرض کا بوجھ ہے، اور رشتہ دار دوسرے معاملات میں پھنسے ہوئے ہیں، جب انہیں خاندانی احوال سے آگاہ کیا جاتا ہے تو بڑے غرور سے کہتے ہیں کہ آخر کتنا دینا کب سے دیتے آرہے ہیں، ان کے مسائل ختم ہی نہیں ہوتے ایسی سوچ وفکر رشتے ناطے توڑنے والی، برباد کرنے والی ہے، کوئی آدمی خوشحال ہو، اس کے ماتحت رشتہ دار و خاندان کے افراد مفلوک الحال ہوں، یہ خوش حالی انسان کے لئے معیوب بات ہے۔ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک وصلہ رحمی کا معاملہ کرنا چاہئے۔

صلہ رحمی خالص اللہ کو خوش کرنے کے لئے ہونی چاہئے دوسری طرف سے اس کے بدلے کا انتظار نہ کیا جائے اگر دوسری طرف سے اس کا اچھا جواب نہ ملے تب بھی صلہ رحمی کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ یہ امید نہ رکھیں کہ آپ نے جس جگہ بھلائی کی ہے وہیں سے آپ کو نیکی کا بدلہ بھی ملے گا کبھی کبھی بلکہ زیادہ تر آپ جس جگہ پر نیکی کرتے ہیں اس کا بدلہ کسی دوسری جگہ سے مل جاتا ہے، جہاں سے آپ کو امید نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس خاندان کے لوگ آپس میں صلہ رحمی کرتے ہوں وہ کبھی محتاج نہ ہوں گے۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں یہ بات فرمائی گئی ہے کہ اصل رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں ہوتا جو برابری کا معاملہ کرے (یعنی جڑنے والوں کو جوڑے اور کٹنے والوں کو کاٹے) بلکہ اصل رشتہ جوڑنے والا وہ ہوتا ہے جو کٹنے والوں کو بھی جوڑے رکھے۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صلہ رحمی کرنے

والا درحقیقت وہ نہیں ہوتا جو جوڑنے والے کو جوڑتا ہو اور کاٹنے والے کو کاٹتا ہو، بلکہ برابری کرنے والا ہو۔ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو کٹنے والوں کو جوڑے اور بدسلوکی کرنے والے پر مہربان رہے۔ صلہ رحمی ہے کہ ان کے لئے اللہ سے دعا کی جائے۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ رشتوں کو جوڑے رکھے۔ (بخاری)

مومن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے تعلق نہ توڑے بلکہ نبھاتا رہے، بول چال بند، سلام علیک بھی ختم، ملنا جلنا بھی ختم، ایک مومن کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے۔

سیدنا ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظلم اور زیادتی اور قطع رحمی یہ دو جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کے ساتھ دنیا ہی میں فوری ان کی سزا بھی دے دیتا ہے، ان دو جرموں کے علاوہ کوئی جرم ایسا نہیں کہ جس کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح اہتمام کیا ہو۔ (ترمذی)

صلہ رحمی کے بہت وسیع معنی ہیں صلہ رحمی غریب رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے سے ہوتی ہے صلہ رحمی زیارتوں اور ملاقاتوں سے ہوتی ہے، صلہ رحمی آپس میں ایک دوسرے کی خیر خواہی بھلائی تعاون ایثار و انصاف کے ذریعہ ہوتی ہے، صلہ رحمی اچھی بات، خندہ پیشانی، شگفتہ ملاقات و مسکراہٹ سے ہوتی ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات میں صلہ رحمی پر زور دیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ اپنے رشتوں کو تر و تازہ رکھو خواہ سلام ہی کے ذریعہ سے ہو۔ (مسند بزار)

● ● ●

قطع رحمی کے نقصانات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر سخت وعید فرمائی جو رشتوں کو کاٹتا ہے۔اور ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت نہیں جائے گا۔جس نے رشتے توڑے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو توڑ کر الگ کر دیں گے۔کوشش کرو کہ جو رشتے روٹھ چکے ہیں انہیں منائیں،ویسے دنیا چار دن کے بعد ختم ہونے والی ہے،اتنے تھوڑے دنوں میں نفرت،دوری کا بوجھ لے کر قبر میں جاؤ گے تو سکون نہیں ملے گا۔

قرآن مجید میں ہے:

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (بقرہ:۲۷)

جو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں،عہد پختہ ہونے کے بعد اور اللہ رب العزت نے جن کو جوڑنے کا حکم دیا ہے، وہ توڑ دیتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور یہی لوگ دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قطع رحمی جہاں بہت بڑے نقصان کا باعث ہے یہ لعنت کا باعث بھی ہے قطع رحمی کرنے والے اللہ کی پھٹکار کے مستحق ہیں قطع رحمی ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ انسان کی جلدی پکڑ کروا دیتا ہے،قیامت کے انتظار کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی گناہ اس لائق نہیں

جس کا اللہ دنیا میں جلدی ہی اس کا عذاب دے دے، اور صرف دنیا میں ہی پکڑ نہیں بلکہ آخرت میں بھی اس کی پکڑ ہوگی وہ گناہ یہ ہیں۔ بغاوت کرنے والا، خیانت کرنے والا، جھوٹ بولنے والا، اور قطع رحمی کرنے والا، قیامت سے پہلے دنیا میں ہی پکڑا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قطع رحمی اللہ کے یہاں مبغوض ترین عمل ہے، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آیا اور پوچھا یا رسول اللہ کونسا عمل اللہ کے پاس مبغوض ترین ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا سب سے مبغوض ترین عمل ہے۔ اس نے پوچھا پھر کونسا فرمایا آپ نے فرمایا قطع رحمی۔ (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں صلہ رحمی کرتا ہوں وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے قریب جاتا ہوں وہ مجھ سے دور جاتے ہیں، میں رشتہ باقی رکھتا ہوں وہ نہیں رکھتے، میں اچھا سلوک کرتا ہوں وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان سے نرمی سے بات کرتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ جاہلوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو بتا رہا ہے تو ان کے منہ میں راکھ ڈال رہا ہے اور جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ کی طرف سے تیری پشت پناہی ہوتی رہے گی۔ (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے علامت میں سے ایک علامت یہ ہوگی کہ قطع رحمی عام ہو جائے گی، آپ جس خاندان کو لے لیں اتنے جھگڑے اتنی لڑائیاں، اللہ کی پناہ کبھی تو ایسا لگتا ہے کہ ہمیں مل جل کر رہنا آتا ہی نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے بات نہ کرنا شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔

قرآن مجید میں ہے:

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (بقرہ آیت ۲۷)

جس چیز کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا تو تم اسی کو توڑ دیتے ہو۔

ہمیں پتہ ہونا چاہئے کہ کہیں ہمارا بھائی ہم سے ناراض تو نہیں، کہیں ہماری بہن تو ہم سے ناراض نہیں، کہیں ہمارے ماں باپ تو ہم سے ناراض نہیں، کتنی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، دس دس، بیس بیس، سال گذر جاتے ہیں زندگیاں گذر جاتی ہیں، بھائی بھائی کا چہرہ نہیں دیکھتا، ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم جائیں اپنے رشتوں کو منائیں، اپنی انا اور تکبر کو توڑیں ان کی غلطیوں کو در گذر کردیں، بھلے آپ کا قصور نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ آخرت میں ہر دو کو جہنم کا عذاب سہنا پڑے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید میں دو جگہ پر قطع رحمی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت کو دیکھا ہے۔

قطع رحمی قتل و غارت کا سبب ہے ارشاد نبوی ہے کہ جو ایک سال تک اپنے بھائی سے قطع تعلق رہتا ہے گویا اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا قطع رحمی ایسا گناہ ہے جو اللہ کی بخشش سے محروم کرسکتا ہے، اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر پیر و جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اللہ رب العزت اپنے ہر اس بندے کو معاف فرمادیتے ہیں جو شرک نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کے بھائی کے درمیان بغض و عداوت ہے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے اعمال کو میرے سامنے پیش ہی نہ کیا جائے، جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کرلیتے۔

جبیر ابن معطمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی بھی شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اسی روایت سے ایک حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال ہی نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے قطع تعلق کرے، اگر وہ تین دن سے زیادہ ناراض رہتے ہیں تو دونوں ہی حق سے دور ہونے والے ہیں، اور ان دونوں میں سے

صلح کرنے میں جو سبقت لے جائے اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، اگر وہ اپنے بھائی کو سلام کرتا ہے اور وہ سلام کو جواب نہیں دیتا تو اللہ رب العزت فرشتوں سے جواب دلوا دیتے ہیں، اور اگر وہ اسی قطع رحمی کے برائی پر قائم رہیں اور مر جائیں تو دونوں ہی جہنم میں جائیں گے، اور ایک حدیث میں ہے کہ جو تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرتا ہے وہ جہنم میں جائے گا، اللہ رب العزت ہمیں قطع رحمی سے بچائے اللہ رب العزت ہمیں رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

> سیدنا ابن مسعودؓ ایک دن فجر کی نماز کے بعد ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے، میں قطع رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے کیونکہ ہم اپنے رب سے دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہیں۔
> (مجمع الزوائد)

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔ میں ہر قطع رحمی کرنے والے کو باصرار اور زور دیکر کہتا ہوں کہ وہ ہمارے اندر سے اٹھ جائے، انہوں نے اس طرح تین دفعہ دہرایا تو ایک نوجوان اٹھا اور اپنی پھوپی کے پاس گیا جس سے اس نے دو سال سے قطع تعلق کر رکھا تھا اس کی پھوپی نے اس سے کہا اے بھتیجے کیسے آنا ہوا، اس نے کہا کہ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے کہا ان کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ انہوں نے ایسا کیوں فرمایا۔ وہ گیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ بنی آدم کے اعمال اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہر جمعرات کی شام کو پیش کئے جاتے ہیں اس وقت قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (احمد)

● ● ●

قطع تعلق کرنا کب درست ہے

اللہ تبارک تعالیٰ نے صلہ رحمی نے شکایت کی کہ یا اللہ یہ جو تو نے انسان پیدا کئے ہیں وہ رشتے توڑ دیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ جواب دیا صلہ رحمی میں نے رحمٰن کے لفظ سے نکالی ہے میں رحمٰن ہوں اور تو صلہ رحمی ہے، تو اس بات پر راضی نہیں ہوتی، جو تجھے ملائے گا میں اس کو ملاؤنگا اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو کاٹونگا، مسلمان مسلمان سے جڑے گا تو رحمٰن اس کے ساتھ جڑے گا، مسلمان مسلمان سے کٹے گا تو رب رحمٰن سے کٹے گا۔ شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ مثالیں اور دلائل اس بات پر موجود ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندہ کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ سلوک کرتا ہے، اگر مسلمان مسلمان کو دھوکہ دے اللہ اس کا دھوکہ لوٹاتا ہے۔ قطع رحمی سے بچو تعلقات نہ توڑو ہم تو رشتے کی قدر ہی نہیں کرتے، ذرا بات ہوگئی آگ بگولہ ہوجاتے ہیں، اور ناراض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں ہم کدورتیں پالتے ہیں محبتیں نہیں۔

ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہو تو قطع تعلق بھی کرسکتے ہیں مثلاً کسی کے عقائد غلط قسم کے ہیں یا کوئی شخص گناہوں میں بدنام ہے آپ اس کے ساتھ رہیں گے، آپ بھی بدنام ہوجائیں گے، یا کوئی فاسق و فاجر ہے اس سے بھی قطع تعلق کرسکتے ہیں، اس کے علاوہ بعض آپس میں لڑواتے ہیں، چغلیاں کرتے ہیں، بعض جادو ٹونے کراتے ہیں، اس قسم کے لوگ چاہے ذی رحم کیوں نہ ہوں ان سے قطع تعلق کرنا بالکل درست ہے۔ (مفتی اکمل صاحب پاکستان) یا کچھ ایسے مطلبی رشتہ دار ہیں جن سے آپ ذہنی اذیت کا شکار ہیں۔

اگر کوئی رشتہ دار ہم کو ذلیل کرے، آیا اس سے رشتہ داری رکھنی چاہئے کہ نہیں، رشتہ داری جوڑنا اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم سے کٹے اس سے بھی رشتہ داری

جوڑ وہ نہیں بھی رکھتا ہے تو آپ کو رکھنا ہے، البتہ کس نوعیت کا تعلق رکھنا ہے اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اس سے بالکل بھی قطع تعلق نہ کیا جائے بلکہ احتیاط رکھی جائے سلام و دعا کے ساتھ کچھ ہدایا بھی بھیجا کریں، غمی و خوشی کے موقع پر کم از کم فون پر پرسہ و تعزیت وغیرہ کر لی جائے۔

دین اسلام میں رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا بہت سختی سے حکم ہے، لیکن بعض اوقات کسی رشتے دار کے غلط رویہ سے بہت تکلیف پہنچتی ہے تو کیا ایسی صورت میں بدگمانی، غیبت اور فساد سے بچنے کی خاطر قطع رحمی کر سکتے ہیں۔؟

قطع رحمی تو نہیں کر سکتے، قرآن پاک میں جن چیزوں کی مذمت آئی ہے ان میں ایک قطع رحمی بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مجرمین کی نشانی بتلائی ہے کہ وہ رحمی رشتوں کو توڑتے ہیں ان لوگوں کو گمراہوں، کافروں، ناشکروں کی نشانی بتلائی ہے۔

ایک بدری صحابی تھے سیدہ عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں وہ بھی شامل تھے، حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے، حضرت ابوبکرؓ ان کے گھر خرچ کی ذمہداری لی تھی، جب ان کی بیٹی پر تہمت لگائی تو انہوں نے ان کا خرچہ پانی بند کیا، قرآن میں آیات نازل ہوگئیں کہ اگر یہ اللہ کے لئے کر رہے ہو تو ان کا گھر خرچ بند نہ کرو، دیتے جاؤ۔ اس سے بڑی مثال کوئی نہیں کہ کوئی آپ کی بیٹی پر تہمت لگائے اور اللہ کہہ رہا ہے ان کا خرچہ پانی بند مت کرو۔ صلہ رحمی جاری رکھو۔

دین اسلام رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے، آج کتنے مالدار ہیں جو اپنے غریب رشتہ داروں سے کتراتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ رشتہ دار بتاتے ہوئے بھی کتراتے ہیں شرماتے ہیں، رشتوں کو چھپاتے ہیں کہ یہ پیسے مانگیں گے، اس لئے رشتہ توڑ دو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (سورہ نحل آیت ۹۰)

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے انصاف کرنے کا اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا۔

قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کا حکم

قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا، دکھ درد میں شریک نہ ہونا، آپس میں اختلاف وعداوت رکھنا، خوشی اور غمی میں انہیں نظر انداز کرنا، ان سے بول چال رشتے ناطے ختم کرنا، قطع رحمی کہلاتا ہے۔

> حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے مسلمانو اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ اس عمل کا ثواب جلدی قبول ہوتا ہے۔ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے لیکن والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اسے سونگھ بھی نہیں پائے گا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

افسوس کہ آج ہمارا معاشرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اپنے عزیز و اقارب دوست احباب سے ہلکی پھلکی باتوں پر قطع تعلق کر لیتے ہیں اور خوشیوں پر آنا جانا ختم حتی کہ موت فوت پر بھی اپنی انا اور ضد پر اڑے رہتے ہیں، یاد رکھیں قطع تعلق کے بیج بو کر پیار ومحبت کی کاشت نہیں کی جا سکتی۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام پندرہویں شعبان کی رات کو میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کی بالوں کی برابر گنہگاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کے نافرمان اور شرابی کو نہیں بخشتا۔

مسند احمد میں ہے کہ انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کئے جاتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے والا کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔

> ترمذی کی ایک روایت ہے کہ ان لوگوں میں سے مت بنو جو کہتے ہیں اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے، اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے، بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔
>
> ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کر، محروم کرنے والے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں اسے درگذر کر۔ (طبرانی)

رشتہ داری کے ساتھ اسلام کے اعزاز واکرام کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات پیدا کیں، یہاں تک کہ جب وہ ان سے فارغ ہوا تو رشتہ داری کھڑی ہوئی اور عرض کیا ”کیا یہ جگہ اس کے کھڑے ہونے کی ہے، جو تیرے ذریعہ قطع رحمی سے پناہ مانگے۔ فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جو تجھے جوڑے میں اسے جوڑوں، اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹوں“ رشتہ داری نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری کتاب الادب)

چنانچہ متقی اور باشعور مسلمان قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرتا ہے وہ رشتہ داروں کی خبر گیری، حسن سلوک اوران کا تعاون کرنے سے غافل نہیں ہوتا۔

● ● ●

صلہ رحمی کے تین انعامات

صلہ رحمی کے تین انعامات ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی پر اللہ تعالیٰ بندے کو تین انعامات عطا فرماتے ہیں۔ پہلا انعام اللہ تعالیٰ بندے کی عمر کو طویل کر دیتے ہیں، دوسرا انعام اللہ تعالیٰ اس بندے کا رزق کشادہ فرما دیتے ہیں، تیسرا انعام صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بری موت سے محفوظ فرماتے ہیں، تو موت بھی کلمہ میں نصیب ہوگی۔ مال میں بھی برکت ہوگی، عمر میں بھی برکت ہوگی۔

اکثر ہمارے مسائل صحت سے متعلق، مال سے متعلق، یا دین سے متعلق ہوتے ہیں تو تینوں مسائل کا حل صلہ رحمی میں ہے، جب عمر طویل ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صحت اچھی ہوگی، جب رزق کشادہ ہوگا تو اس کا مطلب قرضوں اور مرضوں سے جان چھوٹ جائے گی، غیر کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا، اللہ تعالیٰ بندے کو لینے والا کی بجائے دینے والا بنائیں گے، اور بری موت سے حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو دین والی زندگی عطا فرمائیں گے، اور اسے بے شمار پریشانیوں سے محفوظ فرمائیں گے، اس کے برخلاف قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ قطع رحمی کرنے والے کو دنیا میں ہی سزا مل جاتی ہے۔ غور فرمائیں جب ہم رشتے توڑتے ہیں تو فوراً نقصانات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ قطع رحمی کی وجہ سے ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ چند گناہ ایسے ہیں جن کا آخرت میں تو عذاب ہوگا اس سے بھی دنیا میں ہی اس کی سزا دے دیتے ہیں (۱) نیک حاکم کے خلاف کوئی بغاوت کرے، (۲) اپنے والدین کی نافرمانی کرے، (۳) قطع رحمی کرے، (۴) کوئی آدمی تکبر کی بولی بولے۔

یہ چار گناہ ایسے ہیں کہ اللہ دنیا میں بھی اس کے سزا دیتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا آدمی جنت میں نہ جاسکے گا اس کے مقابلہ میں صلہ رحمی کے بہت سارے فوائد ہیں۔ صلہ رحمی سے آپس میں محبتیں بڑھتی ہیں، صلہ رحمی کرنے سے شیطان غمگین ہوتا ہے، اور اللہ رب العزت خوش ہوتے ہیں۔ صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت عطا فرماتے ہیں، جب انسان دوسروں کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرے تو ظاہر ہے کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے لئے دعا کریں گے، گویا مرنے کے بعد بھی لوگوں کی دعاؤں میں اس کا حصہ رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو صلہ رحمی کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس کو بری موت سے محفوظ فرماتے ہیں، اور ایک حدیث میں ہے کہ جو صلہ رحمی کرتا ہے اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ آنے والی مصیبتیں اور آفتیں ٹالتے رہتے ہیں، اور ایک حدیث میں آیا کہ صلہ رحمی کرنے والے شخص سے اللہ رب العزت اپنا رشتہ جوڑتے ہیں۔

امام طبرانی نے لکھا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی گھرانہ صلہ رحمی کرے اور کسی کا محتاج رہے یعنی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ در در کی ٹھوکروں سے بچالیتا ہے۔

ہمارے معاشرہ میں بدقسمتی سے یہ ماحول ہوگیا ہے کہ ہمارے رشتہ دار ہمارے ساتھ جیسا برتاؤ کریں گے ہم بھی ان سے ویسے ہی برتاؤ کریں گے، اگر وہ اپنے بیٹے کی شادی پر دعوت نہیں دیں گے تو ہم کیوں ان کو دعوت دیں، کہا جاتا ہے کہ وہ ہماری دعوت پر ہمارے گھر نہیں آتے ہم ان کے گھر کیوں جائیں، ہم تو عزت دار لوگ ہیں، خاندانی لوگ ہیں، ہم تو اس کو دعوت دیں گے جو ہمیں دعوت دیتا ہے، یہ صلہ رحمی نہیں ہے، صلہ رحمی تو یہ ہے کہ جو رشتہ دار رشتہ توڑے وہ اپنے گھر کے اندر بھی داخل نہ ہونے دے لیکن پھر بھی آپ رشتہ جوڑنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔

بخاری کی حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلے کے طور پر صلہ رحمی کرے، فرمایا صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی کرے جب کہ رشتہ دار اس کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کریں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کی روزی کشادہ ہو اور بری موت مرنے سے بچے اسے چاہیے کہ وہ اللہ

تعالیٰ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے اور صلہ رحمی کرے۔

> حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ لوگوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شہروں کو آباد رکھتا ہے اور ان کا مال و دولت خوب بڑھاتا ہے اور اس میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ انعامات ان کو کس وجہ سے دیئے جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی وجہ سے۔ (مسند احمد)

مبارک ہیں وہ لوگ جو صلہ رحمی کا خیال رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی صلہ رحمی کی ترغیب دیتے ہیں، انسانیت آخر انسان میں ہوتی ہے، اس لئے ایک دوسرے کے دردمند ہوں غلطی ہو تو فوراً معافی اور اصلاح کے خوگر ہوں دوسروں کو بھی درگذر کرنے والے ہوں اور ان کی غلطیوں کو معاف کرنے والے ہوں، آپ کے رشتہ دار پڑوسی، دوست احباب آپ سے خیر خواہی کی توقع رکھیں۔خوش گفتاری، ملنساری، صلہ رحمی، عجز وانکساری سے ہی دلوں میں جگہ بنائی جا سکتی ہے۔

سچا مسلمان اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، خواہ وہ لوگ اس کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں وہ صلہ رحمی کرتے ہوئے اس بات کی توقع نہیں رکھتا اسے بھی ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کی تائید اس شخص کے ساتھ ہوتی ہے، جو صلہ رحمی کرتا ہے، صلہ رحمی کو دین کے بنیادی اصولوں توحید، نماز، سچائی، پاک دامنی کے ساتھ صلہ رحمی بھی اسلام کی ممتاز خصوصیات ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے، عمر بڑھتی ہے، رزق میں کشائش ہوتی ہے، آدمی بری موت نہیں مرتا، اس کی مصیبتیں، آفتیں ٹلتی رہتی ہیں، گناہ معاف کئے جاتے ہیں، نیکیاں قبول کی جاتی ہیں، صلہ رحمی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اپنا رشتہ جوڑتا ہے، جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں اس قوم پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

●●●

صلہ رحمی اور اخلاقیات

انسانی معاشرہ کی ترقی کا انحصار اعلیٰ اخلاق ہیں انسانی رویوں و عادات کا تعلق بھی اخلاقیات سے ہوتا ہے، اخلاقیات ہی سے صلہ رحمی پروان چڑھتی ہے، اچھے اخلاق کا یہی تقاضہ ہے کہ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق جوڑا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں دونوں جہاں کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں کہ قطع تعلق کرنے والوں سے جڑو، نہ دینے والوں کو دو، اور ظالم کے قصور کو معاف کرو۔ (ترغیب)

اخلاقی زوال انسانی معاشرہ کا دیوالیہ پن کی علامت ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاقی تعلیمات کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اخلاقی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

انما بعثت لاتم مکارم الاخلاق (بخاری)

مجھے تو اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اسلامی اخلاقیات خونی رشتوں کی اہمیت وصلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اولاد کی تربیت، پڑوسیوں کے حقوق، انسانی معاشرہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ اہل ایمان کا موجودہ حالات میں سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ وہ اسلام کے اخلاقی نظام کے مطابق خود کو ڈھالیں۔

علامہ اقبال کا قول ہے کہ مسلمانو! زمانہ آگے جارہا ہے جانے دو تم اپنے اخلاق اپنے معاملات اور اپنے کردار چودہ سو سال پہلے والے کرلو، زمانہ تمہارے پیچھے آجائے گا تم کلمہ پڑھتے پڑھتے اخلاق تک پہنچو، لوگ

تمہارے اخلاق کو دیکھتے دیکھتے کلمہ تک پہنچ جائیں گے۔ (از کامیابی کے اصول)۔

آج مسلمانوں کے اخلاق سے غیر مسلم تو دور خود مسلمان محفوظ نہیں ہیں، اپنے بچوں کے اخلاق سے ان کے والدین خوش نہیں ہیں، آج کے اسکولوں میں اخلاق کی تعلیم نہیں دی جارہی ہے، اور نہ آداب سکھائے جارہے ہیں، آج ہمارے بچوں کو دیکھ کر کیا کوئی گیارنٹی دے گا کہ مسلمان کی اولاد ہے، یعنی آج کی تعلیم میں نہ اخلاق ہے نہ کہ آداب، کیا کوئی باپ اپنی اولاد سے مطمئن ہے۔

ہر سمجھدار انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مرد ہو یا عورت، اپنے گھر، اپنے خاندان کے افراد کی اخلاقی تربیت کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو اچھے اخلاق والے، ترقی کرنے والے، اور لوگوں سے محبت کرنے والے ہیں۔ (معجم الاوسط)

اچھے اخلاق کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے یہ حقیقت ہے کہ جس کے اندر جتنی بہترین اخلاقی صفات ہونگی وہ لوگوں میں اتنا ہی مقبول اور ہر دل عزیز ہوگا، ملنسار، خوش گفتار، نرم خو، ہنس مکھ انسان سے ہر کوئی محبت کرتا ہے، اس سے بار بار ملنا چاہتا ہے، اس کے برخلاف بد اخلاق، زبان دراز انسان سے ہر کوئی نفرت کرنے لگتا ہے۔ اچھے اخلاق والے انسان سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے اس لئے ایک مومن کی زندگی با اخلاق و با کردار ہونی چاہئے۔

ہر سمجھدار انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مرد ہو یا عورت، اپنے گھر، اپنے خاندان کے افراد کی اخلاقی تربیت کرے، آج ہر شخص چاہتا ہے کہ اس سے اخلاق سے پیش آیا جائے، لیکن وہ خود اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے، لہٰذا اللہ کے

نزدیک سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے (مسلم)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں لے جائے گی، آپ نے فرمایا اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق۔ (ترمذی)

ہمارا عجیب حال ہے ہم سب کچھ جانتے ہیں، لیکن گھروں میں ہمارا معاملہ نہ چھوٹوں سے درست ہے نہ بڑوں سے، ہمیشہ سچ بولنا جو اچھے اخلاق کی بنیاد ہے ہماری زندگیوں سے بہت دور ہو چکا ہے، پڑوسیوں سے محبت اور میل جول ضرورت مندوں کی خدمت بات چیت میں نرمی، خوش اخلاقی، یہ سب چیزیں ہماری زندگی سے غائب ہوتی جا رہی ہیں، حسن اخلاق بیان کرتے ہوئے علامہ خازن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ لوگوں سے محبت کرنا، معاملات کی درستگی، اپنے اور بیگانوں سے اچھے تعلقات رکھنا، سخاوت کرنا، بخل و حرص سے پرہیز کرنا، تکلیف پہنچنے پر صبر کرنا، ادب اور احترام کے تقاضوں کو پورا کرنا حسن اخلاق ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے عقبہ کیا تم کو دنیا و آخرت والوں کے سب سے بہتر اخلاق نہ بتاؤں، جو تم سے کٹے اس سے جڑو، جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو، سنو جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ اس کی عمر میں اضافہ اور اس کے رزق میں فراخی کر دے تو اسے اللہ سے ڈرنا اور صلہ رحمی کرنا چاہئے۔

●●●

ناتا توڑنا حرام ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ناتا (رشتہ داری تعلقات) عرش سے لٹکا ہوا ہے
اور کہہ رہا ہے جس نے مجھے قائم رکھا اللہ نے اسے قائم رکھا، اور جس نے
مجھے کاٹا اللہ نے اسے کاٹ دیا۔ (مسلم: ۶۵۱۹)

دین اسلام نے ہمیشہ رشتہ داروں کو جوڑنے کی تلقین کی ہے آج کل آپس کی رشتہ داریاں معمولی معمولی باتوں کے سبب توڑ دی جاتی ہیں، وراثت کی تقسیم کے موقع پر عدل و انصاف نہ کرنے کے سبب رشتہ ناتے توڑ لئے جاتے ہیں، اگر کوئی شادی بیاہ کے موقع پر مدعو نہ کیا جائے تو رشتہ داریاں توڑ لی جاتی ہیں، آپس میں کسی بات پر خفگی یا ناراضگی ہوجائے تو رشتہ ناتے توڑ لئے جاتے ہیں، جہالت کا یہ عالم ہے کہ اپنی زبانوں سے کہہ دیتے ہیں کہ تم ہمارے لئے مرگئے ہم تمہارے لئے مرگئے، ہم مرجائیں تو ہمارے جنازے میں شریک نہ ہونا، اور نہ ہمارا منہ دیکھنا، آج سے ہمارا تمہارا رشتہ ختم اور اسی جہالت کی وصیت اولاد کو بھی کی جاتی ہے جس کے سبب زمانے گذر جاتے ہیں لیکن آپس میں ملاقات نہیں ہوتی، اس بات کو اللہ نے ناپسند کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعیدیں سنائی ہیں، رشتہ ناتے توڑنا اللہ کی رحمت سے دور ہونے والی بات ہے۔

ویسے چھوٹی چھوٹی باتوں میں ناراضگی و خفگی انسانی فطرت کا تقاضہ ہے، ایسا ہر وقت ہوتا رہتا ہے حتی کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان میں بھی ہوا، لیکن انہوں نے اپنی خفگی تین دن سے زیادہ نہیں رکھی، کوئی بھی مسلمان آپس میں تین دن سے زیادہ ترک تعلق نہیں کرسکتا، ورنہ اللہ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے
بھائی کو چھوڑ دے (قطع تعلق کر کے رکھے) دونوں ایک دوسرے سے
ملیں تو یہ بھی منہ موڑ لے اور وہ بھی منہ موڑ لے اور دونوں میں بہتر وہ ہے
جو سلام میں پہل کرے۔ (مسلم)

آج بہت کم مسلمان اسلام کی روشن تعلیمات پر عمل پیرا ہیں بہت سارے مسلمان معاشرتی وسماجی بنیادوں پر گروہ بندی اور نفرتوں کا شکار ہیں، ایک دوسرے کے دشمن بن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوری ۲۳)

اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگی البتہ یہ چاہتا ہوں کہ تم رشتہ داری کی محبت قائم رکھو۔ یعنی مصیبت اور پریشانی کے وقت رشتہ داروں کی ہر طرح سے دلجوئی کی جائے۔

ہمارے معاشرہ کی غلط فکری کی وجہ سے خونی رشتوں کو توڑنا ایک عام بات سی ہوگئی ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ آجکل رشتہ دار بچھو جیسے ہو گئے ہیں جو ہر وقت ڈنک مارنے کی فکر میں رہتے ہیں یہ اس وقت ہوگا جب رشتے داروں سے حسن سلوک کیا تو اس امید کے ساتھ کہ ان کی طرف سے جواب ملے گا لیکن جب توقع کے مطابق جواب نہیں ملا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بچھو ہو گئے، اگر یہ حسن سلوک اس نیت سے کیا جاتا کہ مرے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے چاہے رشتہ دار جواب دے یا نہ دے یعنی وہ قطع رحمی کریں، اس کے باوجود صلہ کرے۔

بہترین تعلق کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ آپ سے اختلافات اور ناراضگی کے باوجود بھی آپ کا خیال رکھنا اور فکر کرنا نہیں چھوڑتا۔ اور بدترین رشتے اور بدترین تعلقات وہ ہوتے ہیں جو خامیوں کی تشہیر کرتے پھرتے ہیں۔

●●●

قطع تعلق کا گناہ قتل کے برابر ہوگا

رشتے ناتے توڑنا اور قطع تعلق کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے، گویا ترک تعلق کرنے والے کا گناہ قتل کے گناہ کے برابر ہوگا، حضرت ابوخراش سلمٰی بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق رکھا تو یہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

کوئی بھی مسلمان جب کسی دوسرے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کرلیتا ہے تو ان کا آپسی اتحاد و اتفاق بھی ٹوٹ جاتا ہے دلوں میں کدورت اور نفرتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندے ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو۔ (مسلم)

جب کوئی مسلمان کسی سے قطع تعلق کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتے ہیں اور اسے نظر انداز کردیتے ہیں اور اس کی مغفرت و بخشش نہیں فرماتے، بلکہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، قطع تعلق کرنے اور رشتے ناتے توڑنے والوں کی نماز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نمازیں ان کی سروں سے ایک بالش

بھی او پر نہیں جاتیں ایک وہ شخص جس نے کسی قوم کی امامت کی اور لوگ
اس کو ناپسند کرتے ہیں ،دوسرے وہ عورت جو اس حال میں رات
گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور تیسرے وہ دو بھائی
جنہوں نے باہم تعلق قطع کرلیا ہو۔(سنن ابن ماجہ)

ہم اپنے رشتے ناتوں کو مضبوط کریں ایک دوسرے کو معاف کردیں اور اللہ کی ناراضگی سے بچیں۔ رشتے ناتوں کو توڑنے میں عام مسلمانوں کے ساتھ بعض اہل علم اور علماء بھی ملوث ہیں جب ایسے لوگ ملوث رہیں گے تو عام مسلمانوں کی اصلاح کس طرح ہوگی۔

قطع رحمی کا جرم سخت گناہ ہونا قرآن میں بھی بتلایا گیا ہے۔غور کیا جائے تو رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرنا ان کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آنا یا رشتہ داری کو بالکل ختم کرنا بھی قتل سے کم نہیں ہے۔

اس پر ہم بہت کم توجہ دیتے ہیں کہ قریبی ہوں کہ دور کے ان کا پاس ولحاظ رکھنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو اپنے بھائی سے ایک سال تک قطع تعلق
رکھے تو گویا اس نے اس کا خون کیا۔(ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ
کروآپس میں ترک تعلق نہ کروآپس میں بغض وعداوت نہ رکھوآپس میں
حسد نہ کرو اور بھائی بھائی بن کر رہو۔(مسلم کتاب البر والصلۃ)

کسی اللہ والے کا مقولہ ہے جس گھر کے دروازے رشتہ داروں کے بند ہوں وہاں رزق کی تنگی اور بے برکتی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

●●●

قطع رحمی کا مرض کینسر کی طرح پھیل چکا ہے

آج ہمارے معاشرہ میں یہ بیماری کینسر کی طرح پھیلی ہوئی ہے، ہمارے دین و دنیا کو برباد کررہی ہے ہمارا یہ کہنا کہ میں تو اس سے بات بھی نہیں کرتا، فلاں میرا بھانجہ ہے، فلاں بھتیجا ہے، فلاں میرا بھائی ہے، فلاں میری بہن ہے، لیکن میں ان کے گھر میں قدم بھی نہیں رکھوں گا، جان لو قدم نہیں رکھے گا اور بات نہیں کریگا تو اپنا ہی بگاڑیگا، کسی دوسرے کا کیا بگاڑیگا۔ جان لو جب تک اپنی انا کو نہیں توڑو گے جنت کا راستہ نہیں کھلے گا، رشتہ دار خواہ بدکار ہوں، گناہ گار ہوں، فاسق و فاجر ہوں، پھر بھی اس کا حق ہے کہ انکے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، تاہم ان سے بائیکاٹ کرنا، بالکل بات چیت نہ کرنا، سلام و کلام چھوڑنا اور قدرت کے باوجود تکلیف کے وقت ان کی مدد نہ کرنا، یہ سب قطع رحمی ہے، جو کہ حرام اور ناجائز ہے۔

آپ کو کیا لگتا ہے یہ رشتہ دار آپ کیلئے دعا کریں گے جن سے آپ کی لڑائیاں ختم نہیں ہوتیں اور آپ کے مرنے کے بعد آپ کے رشتہ دار، آپ کے دوست، آپ کی اولاد، آپ کے بھائی آپ کیلئے قرآن پڑھ کر بخشیں گے، یہ بہن بھائی آپ کیلئے صدقہ و خیرات کریں گے، جو عید کو ملے تو پھر عید ہی کو ملتے ہیں، یہ افراتفری کا دور ہے یہاں لوگ زندوں کو بھولے بیٹھے ہیں، مرنے کے بعد کون یاد رکھے گا، ہزاروں سال کی کائنات میں ہم صرف ساٹھ، ستر، اسی سال کیلئے آتے ہیں، یہاں پانچ سو سال نہیں رہنا ہے، اپنی اکڑ، اپنا تکبر دور کریں یہ سوچ کر چلیں کہ ہم مہمان ہیں، تھوڑے وقت کیلئے آئے ہیں، اور وہ وقت بہت قریب ہے کہ واپس اپنے گھر چلے جانا ہے اور ہم سے بڑے بڑے اس دنیا میں رہ کر چلے گئے، جن کا آج نام و نشان نہیں ہے، شکوہ شکایت، درد تکلیف، حسد، بغض، نفرت، منافقت سب رہنے دیجئے، دنیا فانی ہے رب کو راضی کیجئے دعا دیجئے دعا لیجئے۔

قطع رحمی کی سزا

ایک مالدار آدمی حج کو گیا اور اپنا مال مکہ کے ایک امانت دار شخص کے پاس امانت رکھ دیا اور عرفے کے وقوف وحج سے فراغت کے بعد جب اپنا مال لینے گیا تو پتہ چلا کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ بھی علم ہوا کہ اس کی امانت کے بارے میں اس کے رشتہ داروں کو کچھ بھی علم نہیں ہے۔

بعض علماء نے اس کا مسئلہ سن کر کہا کہ آدھی رات میں ''زم زم'' کے کنویں میں اس کو پکارو کہ اے فلانے! اگر وہ جنتی ہے تو جواب دے گا، وہ گیا پکارا! مگر کوئی جواب نہیں ملا، علماء نے مشورہ دیا کہ بیر''بوہوت'' (جو یمن کا ایک کنواں ہے) اس میں اس کو پکارو، اگر وہ دوزخی ہے تو وہاں سے جواب دے گا، اس لئے جا کر پکارا تو جواب ملا اور اس کی امانت کے بارے میں اس نے بتا دیا کہ فلاں جگہ رکھی ہے۔ اس آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم دوزخ میں کس طرح چلے گئے جب کہ ہم تمہارے بارے میں نیک گمان رکھتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میری ایک بہن تھی جس سے میں نے قطع تعلق کر رکھا تھا اس کی سزا میں مجھے یہاں دوزخ میں ڈالا گیا ہے۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تصدیق حدیث میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (الکبائر ۲۹)

ایک حدیث میں ہے کہ رشتہ داری عرش سے لٹکی ہوئی ہے وہ کہتی ہے جو
مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ
اسے کاٹے گا۔ (مسلم)

قرآن کریم میں قطع رحمی کرنے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ چنانچہ

ارشاد ہے جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو توڑتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسے ہی لوگ بڑا خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رحم (یعنی حق قرابت) خداوند رحمٰن کی رحمت کی ایک شاخ ہے اس نسبت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اس کو توڑوں گا۔ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا رشتوں کو قطع کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

آج ہم معمولی معمولی باتوں پر اور بہانوں پر رشتے توڑیں گے، رشتوں میں اختلاف پیدا کریں گے اس سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

سیدنا ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظلم اور زیادتی اور قطع رحمی دو جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کے ساتھ دنیا ہی میں فوری ان کی سزا بھی دے دیتا ہے ان دو جرموں کے علاوہ اور کوئی جرم ایسا نہیں ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ اس طرح اہتمام کرتا ہو۔ (ترمذی)

● ● ●

رشتے یوں جڑتے ہیں

رشتوں کی بقاء کے لئے رابطہ ضروری ہیں کچھ ان کی سنیں کچھ اپنی سنائیں، اگر بالکل بات چیت نہ ہوگی تو قیاس آرائیاں ہوں گی، اور اگر فاصلے بڑھتے چلے جائیں تو غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور وہ بھی سنائی دیتا ہے جو کہا نہ گیا ہو۔

قدیم زمانے کی بات ہے کہ خالد امام نامی ایک آدمی تھا ایک دن خالد امام کے بیٹے کی شادی تھی۔ خالد امام کا بڑا بھائی کسی بات پر کچھ عرصے سے اپنے بھائی خالد امام سے ناراض تھا جب خالد امام کے بیٹے کی شادی قریب آئی تو خالد امام نے اپنے بڑے بھائی کو منانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں اس زمانے میں یہ ناممکن تھا کہ بڑا بھائی شادی میں موجود نہ ہو۔ اس دور میں کسی قریبی رشتہ دار کا شادی میں نہ آنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا، برا سمجھا جاتا کہ اور لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے کہ جس سے اپنے سنبھالے نہیں جاتے تو وہ نئے بننے والے رشتے کو کیا خاک سنبھالے گا۔

آج کل تو ہم ماڈرن اور پریکٹیکل ہو گئے ہیں، اب تو باپ کے بنا بیٹے کی اور ماں کے بنا بیٹی کی بھی شادی ہو جاتی ہے، باقی کے رشتہ دار کس کھیت کے مولی ہیں۔ بہر حال خالد امام اپنے بیٹے کو لے کر اپنے بڑے بھائی کے گھر پہنچ گیا اور اپنے بڑے بھائی کو منانے کی ہر ممکن کوشش کی بڑے بھائی سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی ہر طرح کی منت سماجت کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا، تو خالد امام نے اپنے بیٹے (دولہے) کو بڑے بھائی کے گھر کے سامنے دیوار کے ساتھ بٹھا دیا اور جاتے ہوئے بھائی سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ بھائی صاحب صبح نو بجے بارات کا وقت طئے ہے اور آپ کے بنا میں بارات لیکر جا نہیں سکتا اور نہ آپ کا بھتیجا اپنے تایا کے بغیر بارات لے جانے تیار ہے۔

خالد امام کے جانے کے بعد دولہے کا تایا بار بار باہر دیکھتا رہا کہ شاید تھک کر چلا گیا ہو گا مگر

بھتیجا جوں کا توں گلی میں دیوار کے پاس لگ کر بیٹھا رہا بالآخر رات کے تین بجے تایا باہر آئے اور بھتیجے کو لے کر شادی والے گھر پہنچے۔ خالد امام نے اپنے بھائی سے پوچھا بھائی جان آپ آ گئے۔ تو بڑے بھائی نے جواب دیا میں کیسے نہیں آتا بھائی لڑکی والے کیا سوچتے کہ لڑکے کے تایا نہیں آیا ایسے تو اپنے خاندان کی بدنامی ہو جاتی، بہر حال یوں ہنسی خوشی شادی کا یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

رشتہ یوں جوڑے جاتے ہیں، آج ہم تعلیم یافتہ ایجوکیٹڈ لوگ ہیں پرانے زمانے کے لوگ سمجھدار تھے، رشتے تعلقات سنبھالتے تھے، پھر جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھ رہا ہے لوگ پریکٹیکل ہوتے جا رہے ہیں رشتوں سے فائدہ ہو تو تعلقات رکھتے ہیں ورنہ ان کو تو عید کے دن بھی نہیں پوچھتے، رشتوں کو وقت دیا کرو رشتوں کی بقاء کے لئے رابطے ضروری ہیں کیونکہ بھول جانے سے اپنے ہاتھ سے لگائے درخت بھی سوکھ جاتے ہیں، رشتے کمزور ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہم رشتے نبھاتے کم ہیں آزماتے زیادہ ہیں۔

> رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو، دراز ہو، اس کا رزق وسیع ہو، اور بری موت سے بچے تو اللہ سے ڈرے اور رشتوں کو جوڑے رکھے۔ (مسلم)

اچھے رشتے اور خوشگوار تعلقات ذہن اور جسم کو ہمیشہ صحت مند رکھتے ہیں اس کے برعکس تنہائی ہمیں مار دیتی ہے، جو لوگ خاندان سے دوستوں سے اور قریبی لوگوں سے رشتے رکھتے ہیں وہ زیادہ خوش رہتے ہیں، اچھے رشتے یا تعلقات ہمارے لئے صحت بخش ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے محافظ بھی ہوتے ہیں اور جو لوگ رشتوں سے جڑے ہیں وہ کامیاب ہیں لہٰذا بجائے ٹی وی اور موبائل پر وقت گزارنے کے لوگوں کے ساتھ وقت گزارے یا وہ رشتے جن میں کھٹاس پیدا ہو گئی ہو ان سے ملنے کی کوشش کیجئے ان رشتہ داروں سے بات کیجئے جس سے آپ نے برسوں بات نہ کی ہو اچھے رشتوں اور اچھے تعلقات کے ساتھ اچھی زندگی بنائی جاتی ہے تعلقات اس طرح مت توڑے کہ پھر سے جڑنا دشوار ہو جائے۔ ●

بچوں کو رشتے نبھانا سکھائیں

ہر بچے کا ابتدائی آئیڈیل اس کے ماں باپ ہوتے ہیں جب بچہ اپنے آئیڈیل کو منفی بولتے دیکھتا ہے تو وہ بھی منفی سوچنا اور بولنا سیکھتا ہے، اس لئے چھوٹے بچوں کے سامنے آپس میں باتیں کرتے ہوئے دوسرے رشتہ داروں کی غیبت اور چغلی، ساس، بہو، نند، دیورانی، جیٹھانی کے کچے چھٹے کھولے جارہے ہیں اور یہ سب معصوم بچوں کے دماغ کی صاف تختی پر لکھے جارہے ہیں ایسا ہرگز نہ کریں۔

اپنے رشتوں کے اختلافات میں بچوں کو مت گھسیٹیں اگر آپ کو اپنے دیگر رشتہ داروں سے اختلاف ہے تو اس میں بچوں کو جاسوس بنا کر بڑوں کو ٹوہ میں مت لگائیں اور نہ ہی بچوں کو بڑوں کی باتوں پر کان دھرنے دیں، اگر آپ کا بچہ آپ سے کسی بڑے کے بارے میں کوئی بات کرے بھی تو فوراً بچوں کو خاموش کر دیں، بچوں کی بات کو بڑھاوا مت دیں، اس طرح بچے بڑوں کی عزت کرنا چھوڑ دیں گے اور یقیناً آپ کا مقام بھی بچوں کی نظر میں خراب ہوگا۔ بچوں کے معصوم ذہنوں کو خونی رشتوں کے اختلافات میں مت الجھائیں اپنے اختلافات کو خود تک محدود رکھیں، بچے صرف اپنے ماں باپ کے باہمی اختلافات سے ہی پریشان نہیں ہوتے بلکہ دیگر خونی رشتہ داروں سے نفرت بھی انہیں پریشان کرتی ہے۔

کچھ عورتیں اپنی نفرتیں بچوں کے ذہن میں ڈال دیتی ہیں کہ تمہاری پھوپھی نے ایسا ایسا کیا، تیری پھوپھیاں بڑی جلاد ہیں، ان کے گھر جانا نہیں، بچوں کو یہ سکھا دیتے ہیں کہ تیرے چاچا سے تیرا کوئی تعلق نہیں وہ اچھے آدمی نہیں ہیں، تیری خالائیں بدنظر ہیں ان سے ملنا نہیں، تمہاری دادی نے تو فلاں بات کہی تھی، ہم خود بچوں کے دلوں میں زہر گھول رہے ہیں وقت گذر جاتا ہے

بچوں کے دلوں میں نفرتیں پیدا ہوجاتی ہیں، ایسی باتیں بچپن میں معصومیت اور بڑے ہونے پر رشتہ چھین لیتے ہیں آج ہم رشتوں کی اہمیت کو کیوں نہیں سمجھتے، بڑی آسانی سے رشتہ کاٹ دیتے ہیں ایک گناہ قطع رحمی کا تو دوسرا گناہ بچوں کو رشتہ داروں سے دور رکھنے کا ہو رہا ہے۔

اپنے بچوں کو کم عمری سے ہی رشتوں کو نبھانا سکھائیں، سب کو ساتھ لے کر چلنا سکھائیں، تلخ باتوں کو برداشت کرنا، کسی کو پریشان دیکھ کر اس کا احساس کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، ہمسایوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا، غریب اور کمزوروں پر رحم کرنا، کھانا تو حیوان بھی اپنے بچوں کو کھلا لیتے ہیں اصل بات بچوں کی اچھی تربیت کرنا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب بچے ماں باپ کے فرمانبردار ہوتے تھے اور آج ماں باپ اپنے بچوں کی فرمانبرداری کرتے نظر آرہے ہیں، سوشل میڈیا اور اسمارٹ فون کے غیر ضروری آزادانہ استعمال سے بچوں کے قدم بہک رہے ہیں، فیس بک اور سوشل میڈیا کے بے جا استعمال سے بچوں کا تعلق ماں باپ سے کم اور باہر کے لوگوں سے زیادہ ہو رہا ہے۔ وہ مغربی تہذیب اور مغربی معاشرہ کو رفتہ رفتہ اپناتے جا رہے ہیں، آزادی کے نام پر ناجائز تعلقات فروغ پا رہے ہیں، کم عمری میں ان کی جوانی اور جذبات کو آگ لگائی جا رہی ہے۔

کہاں گئی وہ تربیت جس میں صبح اٹھتے ہی گھر کے بزرگوں کو سلام کرنا، کمزوروں کو سہارا دینا، سچ بولنا، بڑوں کا ادب کرنا، آج ان کی کوئی قیمت نہیں رہی ایک وقت تھا جب ہمارے نوجوان روم کے سمندر کو پھلانگ کر اندلس کے دروازے تک پہنچ گئے تھے، فاتح اندلس تھے اور کبھی محمد بن قاسم کی شکل میں فاتح سندھ تھے اور کبھی ۳۱۳ ہو کر بھی ہزاروں سے جیت گئے تھے۔

ایک وقت تھا آٹھ سالہ بچہ ٹیپو سلطان نے شیر سے کھیلا تھا اور شیر کے جبڑے چیر دیئے تھے دس سال کے دو بھائی معاذ اور معوذ نے ابو جہل کو مار گرایا تھا، آج کی نئی نسل اپنے اسلاف کے درخشندہ روایات اور تابناک ماضی سے یکسر ناواقف ہے۔

●●●

رشتوں کا احترام کیجئے

ہماری زندگی میں رشتوں کی بڑی اہمیت ہے ان کی وجہ سے ہم تنہائی اور اکیلے پن سے بچ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے خوشی اور غمی میں ہمیں آگے بڑھنے اور غموں کو برداشت کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ زندگی میں کئی ایسے مواقع آتے ہیں جب رشتوں میں گرم جوشی باقی نہیں رہتی، کئی ایک موقعوں سے رشتہ دار ہم سے ٹوٹ جاتے ہیں ایسے موقع سے ہمیں ان اسباب وعوامل کو تلاش کرنا چاہئے جن کی وجہ سے سرد مہری پیدا ہوتی ہے یا رشتے ٹوٹ رہے ہیں، ان کی تلاش کے بعد ان کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ ہماری توانائی اور طاقت کا بڑا حصہ رشتوں میں قربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

رشتے ٹوٹتے ہیں تو ہم کمزور ہوجاتے ہیں رشتے داروں میں کئی وہ ہوتے ہیں جو آپ سے کٹ کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو بھی جوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رشتے صرف ماں باپ، بہن بھائی، شوہر بیوی ہی کے نہیں پڑوسی، سماج اور دوستوں سے بھی ہوا کرتے ہیں جہاں ہم کام کرتے ہیں جن کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے جو ہماری خوشی اور غموں میں ہماری پشت پر کھڑے ہوتے ہیں، وہ سب ہمارے رشتہ دار ہیں۔ تعلقات کی سردی وگرمی کے مظہر ہوا کرتے ہیں۔

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تعلق توڑے اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم پر ظلم کرے درگزر کرو، جو تمہیں محروم کرے عطا کرو۔

یہی چیزیں رشتوں کی اساس اور بنیاد ہیں رشتے صلہ رحمی نہیں کرنے سے ٹوٹتے ہیں۔ ناجائز طور پر مال ودولت ہڑپ کرلینے سے اور ظلم وستم سے ٹوٹتے ہیں اگر فریق ثانی تعلق منقطع کرنا

چاہتا ہے، ظلم وستم اس کا شیوہ بن گیا ہے تو بھی انسان کو یکطرفہ تعلقات بحال رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس کے لئے عفوودرگذری سے کام لینا چاہئے۔ آج ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے خاندان ٹوٹ رہے ہیں، بھائی سے بھائی اور شوہر سے بیوی کے تعلقات بھی استوار نہیں ہیں (ماخوذ)

والد کے گزر جانے کے بعد اگر کبھی والد کا چشمہ یا گھڑی یا اور کوئی چیز کو دیکھ کر ہماری آنکھ بھر آتی ہے دل رونے لگتا ہے، والد کے چیزوں کو دیکھ کر ہم بڑے جذباتی ہوجاتے ہیں، تبرک سمجھ کر الماری میں سجاتے ہیں لیکن والد کی اولاد یعنی اپنے بہن بھائی سے بات نہیں کرتے، والد کے چشمہ کی تو قدر ہورہی ہے لیکن ان کے اولاد کی کوئی قدر نہیں۔ سوچئے اگر والد زندہ ہوتے تو کیا وہ پسند کرتے کہ دو بھائی اور بہنیں لڑیں اور لڑ کر برسوں ایک دوسرے سے دور رہیں۔

ہمارے والدین، ہمارے بھائی بہن، ہماری فیملی، ہمارے ساس سسر، گویا یہ ہمارے جسم کے حصہ ہیں، جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ جاتا ہے تو ہم اپاہج کہلاتے ہیں، اگر ان میں سے ایک رشتہ بھی ٹوٹتا ہے تو سمجھو آپ کی ایک انگلی ٹوٹ گئی۔ کیا آپ انگلی کے بغیر زندگی گذارنا پسند کریں گے، ہر گز نہیں، تو پھر کیوں اپنوں سے دور ہورہے ہیں، کیوں فیملی میں ان بن ہے، ایک دور تھا دو بھائی آپس میں ایک دوسرے کے لئے جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے اور آج وہی بھائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے ہیں، سگے بھائی ہیں سگی بہن ہے کئی سالوں سے بات نہیں۔ اللہ کے لئے ایک دوسرے کو معاف کردیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں دوسروں کی غلطی کو جتنا جلدی معاف کرنے والا ہوگا اللہ قیامت کے دن اس کی غلطی کو اتنا جلدی معاف فرمادیگا، ہم اپنے گھروں میں اپنے بیٹوں کو، اپنی بیٹیوں کو، اپنے بھائیوں اور بہنوں کو، بجائے دل میں کینہ رکھنے کے، بجائے اپنے دلوں کے اندر دشمنی پالنے کے، ہم اللہ کے لئے معاف کردیں۔

● ● ●

بھولنا اور درگذر کرنا

دین اسلام پر استقامت کے لئے عفوو درگذری کی ضرورت ہے اس سے صلہ رحمی کی ادئیگی میں آسانی ہوتی ہے اس کے برخلاف بے صبری کے نتیجہ میں جو کڑواپن آتا ہے وہ برسوں تک ختم نہیں ہوتا، اس لئے کہا گیا کہ صبر تمام کامیابیوں کی کنجی ہے خواہ دنیا کی کامیابی سے متعلق ہو یا آخرت کی کامیابی سے تعلق ہو عفوو درگذری کا معاملہ کرنے سے دل کو سکون ملتا ہے اور بے چینی دور ہو جاتی ہے۔

ایک حدیث مبارک میں آتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں کو درگذر کرنے اور معاف کرنے کا عادی ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب اس نے میرے بندوں کو درگذر کیا تھا تو میں اس کو معاف کرنے کا زیادہ حقدار ہوں۔ (مسند احمد) لہٰذا انتقام لینے کی فکر چھوڑ دیں معاف کر دیں درگذر کرنا سیکھیں۔

آجکل ہمارے گھروں میں خاندان میں ملنے جلنے والوں میں دن رات یہ مسائل پیش آتے رہتے ہیں کہ فلاں نے میرے ساتھ یہ کر دیا فلاں نے یہ کر دیا دوسروں سے شکایت کرتے پھرتے ہیں بدلہ لینے کی سوچ رہے ہوتے ہیں اس کو طعنہ دے رہے ہیں یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ لیکن اگر اس کو معاف کر دو درگذر کر دو تو بڑے ثواب کا کام ہے زندگی میں ہمیں ہمارے رشتہ داروں سے دوست احباب سے دھکے لگتے ہیں اس وقت ہماری اصلیت جھلکتی ہے دیکھنے والی بات یہ جب دھکا لگا تو کیا جھلکا۔ صبر۔ خاموشی۔ شکر گذاری۔ رواداری یا غصہ کی کڑواہٹ جنون نفرت حقارت فیصلہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اپنے کردار کو کیسے سنوارتے ہیں۔

●●●

صلہ رحمی کی سخت تاکید

فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ ۝۲۲ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰٓى اَبۡصَارَهُمۡ ۝۲۳ (سورہ محمد)

اگر تم نے احکام شرعیہ سے روگردانی کی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ تم جاہلیت کے قدیم طریقوں جس کا لازمی نتیجہ زمین میں فساد اور قطع رحمی ہے۔ ایسے آدمی جو زمین میں فساد پھیلائیں اور رشتوں قرابتوں کو قطع کریں ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔

(معارف القرآن)

لفظ ارحام رحم کی جمع ہے جو ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کا مقام ہے چونکہ عام رشتوں قرابتوں کی بنیاد وہیں سے چلتی ہے اسلئے محاورات میں رحم بمعنی قرابت اور رشتہ کے استعمال ہوتا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں اس جگہ پر تفصیلی بحث کی ہے کہ ذوی الارحام اور ارحام کا لفظ کن کن قرابتوں پر حاوی ہے۔ اسلام نے رشتہ داری اور قرابت کے حقوق پورے کرنیکی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ اور دوسرے دو اصحاب سے اس مضمون کی حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قریب کریں گے اور جو رشتہ قرابت قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کریں گے جس سے معلوم ہوا کہ اقرباء اور رشتہ داروں کے ساتھ اقوال و افعال اور مال کے خرچ کرنے میں احسان کا سلوک کرنے کا تاکیدی حکم ہے اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی ایسا گناہ جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں اس کے علاوہ ظلم اور قطع

رحمی کے برابر نہیں (ابوداؤد، ترمذی)

جب کبھی خون کے رشتے دل دکھائیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کر لینا جن کے بھائیوں نے انہیں کنویں میں پھینک دیا تھا اور اگر کبھی اپنے ہی رشتہ دار تمسخر اڑائیں تو نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر لینا کہ ہم ان کی زندگی سے صبر و استقامت کا سبق حاصل کریں۔ بھائی بھائی سے لڑا ہوا ہے، بہن بہن سے لڑی ہوئی ہے، جس رشتہ نے ایک ہی جگہ کے اندر پرورش پائی شکم مادر میں پروان چڑھنے والے بھا8ئی بھائی اور بہنیں اور ایک ہی ماں کا دودھ پینے والا، ایک ہی باپ کا نطفہ پھر اتحاد ختم ہو گیا، پھر قرابت داری ختم ہو گئی، اللہ کی قسم اگر دو بھائی آپس میں لڑتے ہیں، دنیوی مال و دولت کے پیچھے ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ کئے ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے خلاف جھوٹی گواہیاں دلوائی جارہی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نمازیں پڑھ رہے ہیں، ہم نے ساٹھ سالہ زندگی میں ایک روزہ نہیں چھوڑا، اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ نمازیں پڑھتے اور روزہ رکھتے جاؤ تمہارے روزے کسی کام کے نہیں یہ نمازیں کسی کام کی نہیں۔

رشتہ توڑنا بری بات ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **صل من قطعك واعف عمن ظلمك واعط من حرمك** توڑنے والے سے رشتہ جوڑو، جو آپ پر ظلم کرے اس کو معاف کردو، جو آپ کو محروم کرے اسے عطا کرو۔

کسی سے رشتہ توڑنا ایک انتہائی تکلیف دہ عمل ہے لیکن جہاں آپ کی عزت وقدر نہ ہو وہاں سے دور جانے میں ہی خیر و عافیت ہے اور جہاں اللہ کے حکموں کو توڑا جارہا ہو وہاں سے بھی دور جانے میں عافیت ہے۔ کچھ رشتہ اللہ تعالیٰ خود ختم کر دیتا ہے تاکہ ہماری زندگی خراب نہ ہو بے شک اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ اور کچھ تعلقات چھینک کی طرح ہوتے ہیں، ختم ہوتے ہی الحمد اللہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔ رشتوں میں بگاڑ کو دور کرنے کے لئے سیرت و کردار اخوت و محبت باہمی مشاورت، تنقید بغرض اصلاح ضروری ہے، رشتہ داری میں نفسانیت، خود پسندی، بغض و حسد، بدگمانی، غیبت، چغل خوری، تنگ دلی، نیت کا کھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے صلہ رحمی کی اہمیت اور تاکید کے بارے میں پڑھا اب آیئے ہم اس نکتہ پر غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی تاکید کیوں فرمائی ہے حتی کہ رشتے دار بدسلوکی کریں تب بھی بدسلوکی کی بجائے حسن سلوک ہی کا حکم ہے، قطع رحمی کے جواب میں قطع رحمی نہیں، یہ صلہ رحمی ہی کرنی ہے گالی کا جواب گالی سے نہیں دعا سے دینا ہے اور کانٹے بکھیرنے والوں کو گل دستے پیش کرنے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑائی جھگڑے کے اسباب زیادہ تر رشتے داروں کے درمیان ہوتے ہیں جائیدادوں کا اشتراک بھی رشتے داروں کے درمیان زیادہ ہوتا ہے، کاروبار میں حصہ دار بھی زیادہ تر قرابت مند ہی ہوتے ہیں۔ مل جل کر رہنا بھی زیادہ تر رشتہ داروں کے درمیان ہوتا ہے یہ چیزیں ایسی ہیں جو لڑائی جھگڑے اور تلخی وکشیدگی کا باعث بنتی ہیں۔

جب واقعہ یہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسباب کی وجہ سے یہ تاکید فرمائی کہ رشتے داروں کے ساتھ جیسے بھی حالات پیش آئیں یا وہ جس طرح کا بھی معاملہ کریں ہر صورت میں رشتہ داری کو نہ صرف یہ کہ برقرار رکھنا ہے بلکہ اس کے تقاضوں کو بھی خوش اسلوبی سے ادا کرنا ہے اگر ہم نے صرف انہیں رشتے داروں کے ساتھ اچھا رویہ رکھا جو ہمارے ساتھ اچھا رویہ رکھتے ہیں، صرف انہیں کے ساتھ حسن سلوک کیا جو ہمارے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اور انہیں رشتہ داروں کے ساتھ تعاون کیا جو ہماری عزت ووقار کو ملحوظ رکھتے ہیں تو یہ صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ ادلے کا بدلہ ہے، احسان کے بدلہ میں احسان ہے، صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی ہے جب کہ اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے، رشتہ داری کو ہر صورت میں برقرار رکھا جائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں گریز نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سی جگہ اہل قرابت کی خیر خواہی کا حکم اور اس کی ترغیب فرمائی ہے حضرت کعب احبار فرماتے ہیں تو راۃ میں لکھا ہے اللہ سے ڈر اور صلہ رحمی کرتا رہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا اور تیری مشکلات کو دور کر دوں گا۔

ان کے علاوہ بہت سی روایات سے یہ مضمون معلوم ہوتا ہے اور دنیا کے واقعات بھی کثرت سے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ قطع رحمی کرنے والا ایسے مصائب میں پھنستا ہے کہ اس کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی تو توبہ کرے اور اس کی تلافی کرے۔

آج کل ہمارے معاشرہ میں ہر جگہ یہ مصیبت عام ہے کہ آپس کے تعلقات کو ذرا ذرا سی بات پر قطع کر لیا جاتا ہے معمولی معمولی بات کا بتنگڑ بنا لیا جاتا ہے اور ہفتوں اور مہینوں نہیں بلکہ سالہا سال تک ایک دوسرے کا منہ تک دیکھنا گوارا نہیں ہوتا، خاندان کے خاندان قبیلوں کے قبیلہ اس آگ کی لپیٹ میں خود اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں۔

اس وقت مسلمانوں میں زوال کی جو علامتیں بے برکتی نحوست فضیحت اور رسوائی بدنامی کے جو اسباب پائے جاتے ہیں ان میں تعلقات کی کشیدگی، قطع رحمی ایک دوسرے کی عزت کے درپے ہونا اپنے ہی رشتہ کو خاک میں ملانے کی کوشش کرنا، ایسے سینکڑوں خاندانوں میں ناچاقی اور کشیدگی دیکھنے میں آتی ہے۔

خاندان دو حصوں میں بٹ جاتا ہے ملنا جلنا سلام و کلام بھی موقوف ہو جاتا ہے بعض اوقات میں صرف غمی کے موقع پر بچھڑے ہوئے ملتے ہیں بعض مرتبہ اس کی بھی توفیق نہیں ملتی سالہا سال اور نسل در نسل اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔توانائیاں رشتہ دارں کو نیچا دیکھانے اور ان کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجوادینے میں صرف ہوتی ہے کسی بھائی کی ناکامی یا مصیبت پر خوشیاں منائی جاتی ہیں، خاندان اور گھر جنت کے بجائے جہنم کا نمونہ بنے ہوئے ہیں اس سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی بہت متاثر ہو رہی ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ ہمدردی کی جگہ قومی ہمدردی نے لے لی ہے۔

غیروں سے ہنسنا بولنا جائز ہے مگر عزیزوں کے ساتھ نیکی کرنا گناہ کبیرہ ہے، غیروں سے ہنسنا بولنا جائز ہے مگر عزیزوں رشتہ داروں سے گھل کر ملنے میں کسر شان ہے یہاں تک کے بعض موقوں پر اپنے خاص رشتہ داروں سے رشتہ ظاہر کرنے میں ہمکو تامل ہے۔

● ● ●

رشتہ داری کو تازہ اور زندہ رکھنے کا مطلب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے حوالے سے جو ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی (نحل ۹۰)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے۔

اس کو اکثر ہم خطبہ جمعہ میں سنتے ہیں۔

ایک خوبصورت معاشرہ اس وقت وجود میں آتا ہے جب تمام رشتہ دار محبت عزت واکرام کے ساتھ ایک دوسرے سے اچھا سلوک و برتاؤ کرتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا قولی عملی اعتبار سے ہو یا یہ احسان مال خرچ کرنے کے اعتبار سے ہو یا رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کی صورت میں ہو یا کم از کم رشتہ داروں کو سلام کہنے کی صورت میں ہو۔ حدیث میں ہے کہ اپنے رشتہ داری کو تازہ اور زندہ رکھا کرو خواہ سلام کے ذریعہ کیوں نہ ہو اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے صلہ رحمی کے معنی یہ ہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا خواہ وہ خونی رشتہ دار ہوں یا نسبتی ہوں اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا اگر رشتہ دار آپ سے دور بھی جاتے ہیں یا برائی بھی کرتے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ شریعت کا حکم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ نیکی کے ہر کام میں اپنے رشتہ داروں کو شریک کرنا اور امام نوویؒ فرماتے ہیں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت عطا کی ہے ان نعمتوں کی روشنی میں رشتہ داروں کو نفع دینا ان کے لئے خیر کے راستے کھولنا ان کی عزت کا

خیال کرنا ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنا اور ان کی غموں میں شریک ہونا یہ صلہ رحمی کے وہ زوایہ ہیں جس کا حکم شریعت دیا ہے اگر ان میں کوئی جھگڑا ہو جائے تو صلح کرانے میں سبقت کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس صلہ رحمی کا حکم دیا ہے ان میں یہ پہلو بھی آتا ہے کہ عام لوگوں کے مقابلہ میں تواضع عجز وانکساری اختیار کیا جائے اگر آپ تحفہ دینا چاہتے ہیں، صدقہ وخیرات کرنا چاہتے ہیں، عام مسلمانوں کے ساتھ یہ ساری چیزیں کرنے کا حکم ہے لیکن مقدم کیا جائے تو رشتہ داروں کو کیا جائے، امام قطبیؒ فرماتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلہ رحمی ہر مسلمان پر واجب ہے اور قطع رحمی حرام ہے حرام ہے۔

صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ جڑے رہنا یہ کبھی ہدیہ دے کر بھی ہوتی ہے، تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جتنا رشتہ پیسوں سے جڑتا ہے اتنا کسی اور سے نہیں جڑتا، آج کنجوسی اتنی ہے کہ پیسے خرچ نہیں کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحادو تحابو ایک دوسرے کو ہدیہ پیش کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے، اگر پیسے اور ہدیہ دینے کی طاقت نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کل الارحام علیکم باالسلام رشتوں کو تر رکھو اگرچہ سلام کے ذریعہ کیوں نہ ہو، جس طرح بھی رشتہ داری کو جوڑا جاسکتا ہے اس عمل کا نام صلہ رحمی ہے اور ہر وہ چیز جو رشتہ داری کو توڑنے کا ذریعہ بنتی ہے وہ قطع رحمی ہے۔

> ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم اپنے نسب اور رشتوں کی جان پہچان رکھا کرو۔ (طبرانی) تا کہ تم ان کے ساتھ صلہ رحمی کیا کرو۔

●●●

رشتے ہیں یا بزنس

رشتہ داری میں اکثر لوگ ایک دوسرے سے شاکی رہتے ہیں کہ اس نے میری قدر نہیں کی وہ مجھے دعوت پر نہیں بلایا، وہ ہمارے گھر کچھ نہیں لائے تھے، ہمیں بھی کچھ نہیں لے جانا ہے، انہوں نے ہمارے سامنے صرف چائے رکھی تھی ہم کو بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں رکھنا۔ انہوں نے ہمارے لئے کھانا بنایا ہم کو بھی ان کے لئے کھانا بنانا پڑے گا، اس سے میری ملاقات ہوئی لیکن اس نے ٹھیک بات نہیں کی، اس کے گھر گیا لیکن اس نے اچھی تواضع نہیں کی، شادی میں بلایا گیا مگر میری حیثیت کے مطابق میری عزت افزائی نہیں کی، اس طرح کی باتوں سے ہم پریشان رہتے ہیں اور بعض لوگ تو ان کو اپنے سینوں میں دبائے ہوئے اندر ہی اندر کڑھتے رہتے ہیں، یا بعض لوگ کھلے طور پر ان احساسات کا برملا اظہار بھی کر دیتے ہیں، اس پر ان کے مخاطب رشتہ دار یا تو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں یا پلٹ کو جواب دے دیتے ہیں جس سے مزید بات بگڑ جاتی ہے تعلقات میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور دونوں طرف سے دل میں کدورتیں نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

خدانخواستہ اگر کسی رشتہ دار سے کسی چھوٹی سی بات جھگڑا ہو ہم اس جھگڑے کو دل میں رکھ کر ہم کیا کیا اس کے نقصان کے منصوبے نہیں بناتے، کیسے ہمارے مقدمات چل رہے ہیں، یہ کسی اوروں کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے ہی بہن بھائیوں کے ساتھ، ہم ان کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

آیئے غور کریں کہ ان احساسات سے نجات پانے کی کیا تدبیر پیدا ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جسے کروں تو لوگ مجھ

سے محبت کرنے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کچھ لوگوں کے پاس
ہے اس کی خواہش نہ رکھو لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

(ترمذی ۴۱۰۲)

میں نے اس ارشاد نبوی کی روشنی میں لوگوں سے اپنی امیدیں کم کرلیں تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کی مجھ سے محبت میں کئی گناہ اضافہ ہوگیا، لوگوں سے اپنی توقعات کم سے کم کرلیں اب لوگ میری توقع سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میرا ہر دم خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے، اب اگر میرے گھر والے میری خدمت نہ کریں، میرے احباب مجھ سے تعلق خاطر کا اظہار نہ کریں، میرے بزرگ میری ہمت افزائی نہ کریں، تو بھی مجھے ذرا افسوس نہیں ہوتا، اس لئے کہ میں نے پہلے ہی سے ان سے زیادہ توقعات وابستہ نہیں کیں تھیں۔

ہمیشہ خوش رہنے کا بہت قیمتی نسخہ حدیث بالا میں بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کیا جائے تو صد فیصد گیارنٹی ہے کہ اس کا ضرور فائدہ ہوگا۔

(اقتباس ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی)

اور آپ کا معیار زندگی اس وقت تک بلند نہیں ہوگا جب تک آپ کے خیالات بلند نہیں ہوں گے، رشتہ داری میں مقبولیت کا تعلق مال و دولت کے ساتھ ساتھ آپ کی سوچ وفکری شفافیت سے ہے، جب تک آپ کی سوچ میں شفافیت نہیں ہوگی آپ ایک اچھے انسان نہیں بن سکتے، مثال کے طور پر ہم کسی کو چھوٹا نہ سمجھیں، کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں، بات کرتے وقت لہجہ میں نرمی اختیار کریں، عیوب کی پردہ پوشی کریں، رشتہ داری میں بحث ومباحثہ سے پرہیز کریں، دھوکہ نہ دیں، تہمت نہ لگائیں، کسی کا مذاق نہ اڑائیں، فضول جھگڑا اور بدگوئی سے پرہیز کریں، ایک دوسرے کے ساتھ رعایت اور خیر خواہی کا معاملہ کریں، دوسروں کی غلطیوں کو قدرت کے باوجود معاف کردیا کریں، ایک منفی ذہنیت کبھی بھی آپ کو مثبت زندگی نہیں دے سکتی، یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مثبت سوچ کا مطلب ہمیشہ خوشی نہیں ہوتا یہ تو ایک پورا طرز زندگی ہے، والدین رشتہ داروں

پڑوسیوں، دوست واحباب سے تعلقات اچھے رکھیں، ٹینشن نہ ہی لیں اور نہ ہی دیں، وہ یادیں وہ رویہ وہ باتیں اپنی یادداشت سے مٹادیں، ڈیلیٹ کردیں اور پرسکون رہیں اپنی زندگی آسان بنائیں۔لوگوں کے لئے بھی آسانیاں پیدا کریں خوش رہیں اور خوشیاں بانٹیں۔

عام مسلمان ہو کہ رشتہ دار آپس میں محبت وصلہ رحمی بغیر کسی لالچ کے ہونی چاہئے محض معمولی معمولی باتوں پر جدائی نہیں ہونی چاہئے، انہیں ترک تعلق نہیں کرلینا چاہئے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشتہ داروں سے تعلق منقطع کرنے اور لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے، ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے یعنی وہ اپنے دل میں بغض وعداوت نہ رکھے۔

> حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا قیامت کے دن کتنے رشتہ دار ایسے ہوں گے جنھوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کو اور پڑوسیوں کو پکڑ رکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرتے ہوئے عرض کریں گے اے رب اس نے مجھے چھوڑ کر اپنا دروازہ بند کرلیا تھا اور مجھے اپنے احسان وسلوک سے محروم رکھا تھا۔(درمنثور)

● ● ●

رشتوں کی محبت

دنیا میں کوئی بھی انسان تنہا زندگی نہیں گذار سکتا زندگی معاشرہ میں گذرتی ہے، معاشرہ سماج سے بنتا ہے، لوگوں سے جن میں کچھ تو اپنے ہوتے ہیں جن کے ساتھ ہماری رشتہ داریاں ہوتی ہیں ان کے ساتھ رہنے کے لئے رشتوں کو سینچنا پڑتا ہے، ان کے ساتھ گھل مل کر رہنا پڑتا ہے اور قریبی رشتوں کی دیکھ بھال بھی کرنی پڑتی ہے، اس لئے ہر رشتہ کے ساتھ ہمارے دل جڑے ہوئے رہتے ہیں، یہ ہماری خوشی کا ذریعہ بھی بنتے ہیں اور دکھ درد تکلیف کا باعث بھی، جب رشتوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں آپس کا اعتماد کمزور ہو جاتا ہے، حسد، جلن، بغض، ریا کاری پتہ نہیں کون کونسی بیماری رشتہ کو نقصان پہنچا دے اس کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو الفت و محبت کا درس دیا ہے اور ایک دوسرے سے بلا وجہ نفرت سے منع کیا ہے جب دو مسلمان آپس میں محبت کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی غیبت، چغلی، بہتان، تہمت، بغض اور حسد جیسی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں، جب کہ آپس میں نفرت دشمنی، ان سب باطنی بیماریوں کو پھیلاتی ہے، انسان مل جل کر رہنے والی مخلوق ہے، لیکن ہر شخص کی پسند ناپسند اور مزاج ایک جیسا نہیں رہتا طبیعتوں میں فرق کی وجہ سے مزاج نہیں ملتے اور تکرار ہو جاتی ہے نتیجہ بول چال بند ہو جاتی ہے اسلام پسند نہیں کرتا کہ مسلمانوں کے تعلقات کٹ جائیں یا ٹوٹ جائیں اور ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے محبت و رہمدردی سے محروم رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی مومن کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلقات توڑے رکھے، اس لئے احسن طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ اگر کبھی کسی سے ناراضگی، تکرار یا غصہ کی وجہ سے بول چال بند ہو گئی ہو تو جلد سے جلد مناسب وقت پر اس سے بول

چال شروع کردی جائے تاکہ تعلقات پہلے کی طرح اچھے اور شیریں ہوجائیں اور یہی سنت ہے، ہر مسلمان کو اپنے دل کو ہر طرح سے حسد اور بغض اور کینہ سے پاک رکھا جائے، دل کی طہارت اور پاکیزگی ہی دراصل اعمال کی طہارت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے، خالق سے اچھا تعلق اور مخلوق سے اچھا برتاؤ مومن کی نشانی ہے، کھانا، پینا، سونا، سانس، لینا ہی زندگی نہیں دوسروں کے دلوں میں رہنا ان کی دعاؤں میں زندہ رہنا ہی اصل زندگی ہے۔آج ہمارے گھر کی ساری زندگی ابتر ہے، آپسی اختلافات سے آرام یکا یک تباہ و برباد ہوتا جارہا ہے، روز بروز حالات بگڑتے ہی چلے جارہے ہیں، بعض مرتبہ اس امکان بھی باقی نہیں رہتا کہ اختلافات سلجھ جائیں اور ہمارا گھرانہ اس بلا سے محفوظ ہوگا اور بعض مرتبہ حالات کے سدھار کی پرواہ نہیں رہتی وہ بگاڑ ہی رکھنا چاہتے ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بلاوجہ کسی طرف سے بدگمانی ہوجاتی ہے اب وہ جو کچھ بھی کرتا ہے دل میں یہی خیال آتا ہے کہ ہونہ ہو ہماری برائی ہی کررہا ہے اس طرح اختلافات اور رنجش بڑھ جاتی ہیں۔ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جھگڑے نہ ہوں آپسی تعلقات کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں معمولی معمولی باتوں کو اہم نہ بنائیں بدگمانی سے بچیں بدگمانی رنجشوں میں آگ پر تیل کا کام کرتی ہے اس میں بعض دفعہ دوسرے بھی دلچسپی لینے لگتے ہیں۔رنجشوں کے سلسلہ میں سوچئے وہ وجہ کیا ہے جس کی وجہ سے کوئی ناچاقی ہوگئی ہو، اصل وجہ کی کھوج لگائیے تو معلوم ہوگا کہ کوئی معمولی سی بات تھی اتنی سی بات پر ایک طوفان برپا کرنے سے کیا فائدہ۔تعلقات درست کرنے میں سبقت کیجئے انشاء اللہ تعلقات پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہوں گے ورنہ دو خاندانوں کی کشیدگی برسوں قائم رہے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہمارے سامنے ہے متعدد بار لوگوں نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا، اس پڑوسی ہی کا واقعہ لے لیجئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوڑا پھینکتا تھا لیکن جب وہ بیمار ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کرنے گئے تو سارا معاملہ پلٹ گیا وہ حیرت میں پڑ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا وہ ایمان لے آیا اور مسلمان ہوگیا۔●

خود غرضی اور صلہ رحمی

رشتہ وہی کامیاب رہتا ہے جو دل سے جڑا ہو، ضرورت سے نہیں، خود غرض لوگ رشتوں کو نبھاتے کم اور آزماتے زیادہ ہیں، اسلام نے خود غرضی سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ انسان آپس میں ایک دوسرے کے احوال سے باخبر ہو کر صلہ رحمی کرتے رہیں باہمی الفت و ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں، آپس میں خوشی وغم میں شریک رہیں۔ مطلبی اور خود غرض لوگ صلہ رحمی و بھائی چارگی، آپسی الفت ومحبت کے جذبات واحساسات سے بالکل عاری رہتے ہیں، انہیں دوسروں کی خوشیاں ہضم نہیں ہوتیں خود غرض لوگ وقتی طور پر کسی سے بھی اپنا تعلق جوڑ لیتے ہیں جیسے ہی کام ہوجاتا ہے انہیں ایسے بھول جاتے ہیں جیسے پہلے جانتے ہی نہیں تھے، خود غرض انسان ہر دور میں رہے ہیں، اگر ہمارے معاشرہ سے خود غرضی ختم ہوجائے تو یہ معاشرہ مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ ایک عام جاہل غریب آدمی لوگوں کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو قوم اس کی گرویدہ ہوجاتی ہے، اس کی تعریف کرتی ہے، اور وہ جب انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ میں کثیر لوگ شریک ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ خود غرض نہیں تھا بلکہ دوسروں کے دکھ درد میں شریک رہا کرتا تھا جو لوگ دولت مند ہیں صاحب منصب اور صاحب علم ہونے کے باوجود صرف اپنے فائدہ کی سوچ رکھتے رہیں تو لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں، کیونکہ وہ خود غرض ہیں بعض لوگ خود غرضی کے مرض میں ایسے مبتلا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے رشتہ دار دوست احباب کو تک بھول جاتے ہیں ایسے لوگ قوم کی نظروں میں حقیر نظر آتے ہیں، اہل ثروت صاحب دولت خود غرضی کے سبب اپنے خاندان، رشتوں کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے، کیونکہ انہیں یہ خوف لگا رہتا ہے کہ یہ لوگ کہیں ان سے آگے نہ بڑھ جائیں۔

حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنی تحریر فرماتے ہیں اس زمانے میں سب سے بڑا عیب جو ہم مسلمانوں میں پیدا ہوگیا ہے کہ ہمارا کوئی کام خودغرضی سے خالی نہیں ہوتا جھگڑوں کا طوفان مؤجزن ہے، بھائیوں کی رسوائی پر خوشیاں منائی جاتی ہے ہمارے حرکات وسکنات پر خودغرضی فرمارواہے خاص طور پر صلہ رحمی کو قربان کرنے ہروقت آمادہ رہتے ہیں، جب کہ ہمارے بزرگوں کی حالت ایسی نہ تھی رشتوں کا پاس ولحاظ تھا ایک دوست کا بیٹا اپنے باپ کے دوست کو چچا کہتا تھا اور کئی پشتوں تک یہ سلسلہ قائم رہتا تھا۔

اس زمانے میں یہ سب باتیں موقوف ہوگئیں خودغرضی آگئی اخلاق باقی نہیں رہا محبت دلوں سے کافور ہوگئی مروت کرنا اب بے وقوفی میں داخل ہے دوستی کے رشتہ کے لحاظ سے صلہ رحمی کی برتاؤ کی اب امید مت رکھو اب تو رشتہ دراوں میں بھی رشتہ داری باقی نہیں اور یہی مسلمان کی زوال کی علامتیں ہیں جو اچھے دیندار نظر آتے ہیں وہ بھی صلہ رحمی کے مفہوم سے ناآشنا اور اس کے فضائل سے بے خبر ہیں حالانکہ قرآن وحدیث میں کھول کھول کرنا اتفاقی قطع رحمی بغض کینہ کے نتائج بیان کردئے گئے ہیں اس کے مقابلہ میں صلہ رحمی عفو ودرگذری، ایثاروقربانی، حق پر ہوتے ہوئے بھی دب جانے قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی تکلیف پہنچانے والوں کے ساتھ بھی راحت پہنچانا عین اسلامی کا لب لباب ہے۔

مولانا آگے فرماتے ہیں اس زمانے میں دین کے بہت سے شعبوں میں بہت کلام ہوا ہے عبادات اور فضائل ہر ایک کتب خانہ تیار ہوگیا ہے مسائل واحکام پر بڑی بڑی کتابیں تیار ہوگئی ہیں مگر صلہ رحمی کے موضوع پر بہت کم کام ہوا ہے، حالانکہ آپس کے اختلاف، قطع رحمی کا مرض وہ عام وبا ہے، جس سے کوئی شہر کوئی قصبہ، کوئی محلہ، کوئی خاندان محفوظ رہا ہوگا۔ضرورت ہے کہ اس شعبہ کی طرف پوری توجہ کی جائے۔

(ماخوذ۔صلہ رحمی، مرتب حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ)

●●●

خاندان ایک طاقت ہے

جو انگور گچھے سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں ان کی قیمت کم ہوتی ہے گچھے والے انگور کی قیمت زیادہ ہوتی ہے ایسا کیوں اس لئے کہ جو انگور ٹوٹ کر علیحدہ ہوئے ہیں، وہ جلدی خراب ہو جائیں گے، اصلی قیمت گچھے کی ہوتی ہے بالکل خاندان کی طرح اگر خاندان میں سب ساتھ ہوں تو گھر پورا اجڑا رہتا ہے اور اگر ٹوٹ کر الگ ہوں تو بکھر جاتا ہے۔

معاشرہ خاندان سے اور خاندان افراد سے وجود میں آتا ہے کسی بھی قوم کی بقا اور سربلندی کا راز اس کے مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام میں پوشیدہ ہوتا ہے آج ہم اپنی ازدواجی زندگی اور خاندانی نظام کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارا اپنی بیوی یا اپنے گھر کی بہو یا ہمارے خونی رشتہ داروں کے ساتھ کیا رویہ ہے۔خاندان ایک طاقت ہے آپ اگر اپنے خاندان سے تعلقات اچھے رکھو گے تو زندگی میں کبھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرو گے، آپ کے ہر دکھ درد میں آپ کا خاندان آپ کے ساتھ غمخوار بن کر کھڑا ہوگا اور کسی بھی مصیبت میں آپ تنہا محسوس نہیں کریں گے، اگر آپ اپنے رشتہ داروں سے تعلقات بگاڑ لیتے ہیں تو سمجھو ایک بہت بڑی طاقت اور ایک بہت بڑا سہارا برباد کر لیا جو لوگ رشتہ داروں سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں وہ ہمیشہ خوشیوں میں زندگی گزارتے ہیں جن کے تعلقات رشتہ داروں سے اچھے نہیں وہاں رنج و غم دکھ درد کا احول ہوتا ہے۔

آج ہمارے معاشرہ میں رشتہ داروں سے ترک تعلق کی فضاء اس قدر عام ہے کہ اس کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا چنانچہ آج معاشرہ کا ہر خاندان تقریباً باہمی نزاع کا شکار ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی بات مانی جائے لیکن وہ خود کسی کی ماننا نہیں چاہتا ہر شخص چاہتا ہے کہ اس سے اخلاق سے پیش آیا جائے لیکن وہ خود اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہتا۔●

یہ خونی رشتہ داروں کا حال ہے

عام طور پر قریبی رشتہ داروں میں رنجشیں ہوتی ہیں، رشتہ داری میں لڑائیاں جھگڑے نفرتیں عداوتیں مقدمہ بازیاں حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں، سب سے زیادہ دشمن تو ہمارے رشتہ داروں میں نکلتے ہیں، بھائی کی بھائی سے نہیں بنتی، بھائی بہن کی نہیں جمتی، ماموں کی بھانجے سے اور بھانجے کی ماموں سے نہیں بنتی، یہ خونی رشتہ داروں کا حال ہے۔ وہ کلمہ پڑھنے والا میں کلمہ پڑھنے والا، وہ روزہ رکھتا ہے میں روزہ رکھتا ہوں، اس کا اللہ اور میرا اللہ ایک، پھر بھی ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑے، حسد جلن غیبت، ایک دوسرے کی برائی، جب ہم ان کی یہ باتیں سنتے ہیں تو طبیعت میں انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، رنج ہوتا ہے غصہ آتا ہے، پھر ہم اپنے رشتہ داروں سے بول چال بند کردیتے ہیں، یہ پوچھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں کہ کس حال میں ہیں اور نہ ایک دوسرے کے گھر آتے ہیں اور نہ جاتے ہیں، ہم غیروں سے دوستیاں کرتے ہیں اور ان پر اپنا روپیہ پیسہ خرچ کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ خونی رشتہ داروں میں غریب ہیں، یتیم ہے محتاج ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ کس گھر میں چولہا نہیں جلا، بچوں کی تعلیم کا پیسہ ہے یا نہیں اور جب صدقہ وخیرات کا مسئلہ آتا ہے تو اپنے خونی رشتہ داروں کو چھوڑ کر اوروں کو دے رہے ہیں، اپنے قریبی رشتہ داروں کو محروم کررہے ہیں، رنجشوں کی وجہ سے دور دراز جا کر صدقہ وخیرات کریں گے، اصل جو حق دار ہیں انہیں چھوڑ دیا جارہا ہے، ایسی نیکی جو اپنے خونی رشتہ داروں کو چھوڑ کر غیروں سے کریں گے وہ نیکی اس کے منہ پر ماردی جائے گی، کیونکہ سب سے پہلا حق دار آپ کے نیک سلوک کا وہ آپ کے قرابت دار ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى، ذوی القربٰی سب سے

پہلے ہے ناراض ہو کر ایک دوسرے سے دوری اختیار کرنا باہمی میل جول ختم کرنا رشتہ داروں سے ترک تعلق کرنا گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کا سبب ہے، جس امت کو قبرستان سے گزرتے وقت مردوں کو سلام کرنے کا حکم ہے، وہ اتنی بے حس ہو چکی ہے کہ زندوں کو بغیر مطلب کے سلام نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے، منقول ہے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہیں تو ناخن کاٹے جاتے ہیں انگلیاں نہیں، اس طرح اگر رشتوں میں غلط فہمیاں بڑھ جائیں تو غلط فہمیاں ختم کریں رشتے نہیں۔

صلہ رحمی کے عام اصولوں میں سے ایک اہم یہ ہے کہ آپ کی ذات سے آپ کے رشتہ والا فائدہ اٹھائے اور آپ رشتہ داروں کے ساتھ عام لوگوں کے لئے بھی نفع رساں ہوں، دینے والوں میں آپ کا شمار ہو، خاندان کے ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچانے والے بن جائیں، آپ سے لوگ ہمیشہ خیر کی توقع رکھیں، آپ کا شمار خدمت کرنے والوں میں ہو، عزیزوں اور رشتہ داروں کے دردمند ہوں، رشتہ داروں کے ساتھ تعلق اور نیک برتاؤ شریعت کے اسلامی نمایاں اصولوں میں سے ہے۔

چنانچہ متقی اور باشعور مسلمان صلہ رحمی کرتا ہے، اس کے مال ودولت، بیوی بچے، اسے عزیزوں اور رشتہ داروں کی خبر گیری کرنے کے ساتھ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا تعاون کرنے سے غافل نہیں ہوتا۔

●●●

رشتوں کو معمولی سمجھنا چھوڑ دیں

اگر انسان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس غلطی کے احساس ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اور اللہ معاف بھی کر دیتا ہے لیکن انسان معاف نہیں کرتا وہ بار بار ہماری غلطیاں اور گناہوں کا احساس دلاتا رہتا ہے ہم کتنے ہی نیک کیوں نہ بن جائیں انسان معاف نہیں کرتا جب کہ ہم ہر وقت اللہ کے سامنے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں ہم خود اپنے طور پر کسی کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اگر کسی چھوٹی سی بات پر ہمارا جھگڑا ہے اس جھگڑے کو دل میں رکھ کر ہم کیا کیا منصوبے نہیں بناتے کیسے ہمارے مقدمات چل رہے ہیں، یہ اوروں کے ساتھ نہیں بلکہ اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ اپنے رشتہ داروں وعزیز اقارب کے ساتھ وہ اپنے جیسے انسانوں کی خوشی سے غمزدہ وہ دوسروں سے ملنے کے لئے چہرے بدلنے پڑھتے ہیں وہ پیچھے گرنے والوں کو نہیں دیکھتے اگر دیکھ بھی لیں تو پرواہ نہیں کرتے نفس پرستی حود غرضی اتنی آ گئی ہے کہ خود کا اچھا گھر ہو مہنگی کار ہو ہر سال عمرہ پر جانا جن لوگوں سے ہماری ان بن ہو جائے ہم انہیں نقصان پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اگر خود نقصان نہ پہنچا سکیں تو کسی دوسرے کی طرف سے ملنے والے نقصان پر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک ہوا اچھا ہوا یہ تھا ہی اسی کے قابل۔

خدارا اپنے رشتوں کو دکھ دینا چھوڑ دیں، چہرے بدلنا چھوڑ دیں، اپنے رشتوں کے سامنے کچھ اور پیچھے کچھ اور ہونا چھوڑ دیں، اپنے اعلیٰ اسٹیٹس کی وجہ سے رشتوں کو معمولی سمجھنا چھوڑ دیں، اپنے رشتوں کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھانا چھوڑ دیں، جو آپ کی عزت و احترام میں جھکا ہوا ہو اسے جھکا ہوا ہی سمجھیں گرا ہوا نہیں، ڈر جائیں اس وقت سے جب لوگوں کی چیخیں رب کے عرش تک پہنچ جائیں گی۔

کسی مسلمان کو حقیر مت سمجھو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ رشتے میں ہو یا نہ ہو کسی کو حقیر سمجھنا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے ممکن ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہو کسی کو دنیوی شان وشوکت کے نقطۂ نظر سے عزت کی نگاہ سے نہ دیکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا حقیر ہے اہل دنیا کی تعظیم کا یہ مطلب ہوگا کہ دنیا کو حقیر نہیں سمجھتے اہل دنیا سے دنیا حاصل کرنے کے لئے اپنا دین مت دوان سے کھلی دشمنی نہ رکھو ایسے لوگوں کی دشمنی جلد ختم نہیں ہوتی اگر وہ تمہاری تعریف وتوصیف کریں اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملیں تو مطمئن ہو کر نہ بیٹھو ایسے لوگوں کی محبت اور تعریف حقیقت پر مبنی نہیں ہوتی۔

اگر تمہیں یہ معلوم ہو کر کچھ لوگ تمہاری غیبت میں مبتلا ہیں یا تمہیں کوئی ایذا پہنچانا چاہتے ہیں تو ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرو اور ان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو اپنے آپ کو انتقام کی فکر میں مشغول مت کرو، اگر کوئی شخص تمہاری عزت نہ کرے تو اس سے یہ مت کہو کہ تم میری قدر ومنزلت اور حیثیت سے ناواقف ہو بلکہ یہ یقین رکھو اگر تم اعزاز واکرام کے مستحق ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں تمہاری قدر ومنزلت ضرور پیدا کرتا، ان لوگوں میں اس طرح رہو کہ حق بات سنو اور باطل سے اپنے کان بند رکھو عام لوگوں کی محبت سے گریزاں، رہو کہ یہ لوگ خطاؤں سے درگذر نہیں کرتے، عیب پوشی نہیں کرتے معمولی معمولی باتوں پر احتساب کرتے ہیں، ہر حال میں حسد کرتے ہیں خود انصاف نہیں کرتے دوسروں سے انصاف کے طالب رہتے ہیں، بھول چوک پر بھی مواخذہ کرتے ہیں، رشتہ داروں میں چغل خوری کذب بیانی اور الزام تراشی کے ذریعہ ایک دوسرے سے لڑاتے ہیں، ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے ایسے رشتہ بظاہر خوش ہوتے ہیں، اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرتے ہیں دوستوں سے حاسدانہ جذبہ رکھتے ہیں، ان کی برائیوں اور کوتاہیوں پر گہری نظر رکھتے ہیں تاکہ قطع تعلق کے بعد ان کا حوالہ دیا جائے ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے ایسے لوگ بظاہر خوش ہوتے ہیں لیکن ان کا باطن خباثتوں سے بھرا ہوتا ہے غلط فہمیوں کو حقیقت سمجھتے ہیں اور قطع تعلق کر لیتے ہیں کچھ مطلبی رشتہ دار ہوتے ہیں جن سے سخت ذہنی اذیت پہنچتی ہے تو۔

●●●

تعلقات کو نبھانے کی کوشش کریں

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عمر رسیدہ خاتون آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا بڑا اکرام واستقبال کیا ان کو عزت کے ساتھ بٹھایا ان کی بڑی خاطر تواضع کی ان کی خیر خیریت دریافت فرمائی جب وہ چلی گئیں تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اس خاتون کا بڑا اکرام واستقبال کیا یہ کون تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ جو خاتون اس وقت ہمارے گھر آئیں تھیں جب خدیجہؓ زندہ تھیں، خدیجہؓ کا ان سے تعلق تھا گویا یہ ان کی سہیلی تھیں اسی لئے میں نے ان کا اکرام فرمایا اور پھر فرمایا کہ کسی کے ساتھ اچھا نباہ کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ (مستدرک حاکم)

اس حدیث سے دو سبق ملتے ہیں پہلا سبق یہ ہے کہ نہ صرف باپ بیوی وغیرہ ان کے متعلقین سے بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہئے، دوسرا سبق یہ ہے کہ اس کی طرف سے یہ تعلق نہ ٹوٹے، تعلقات کو نبھانے کی کوشش کرے اگرچہ طبیعت پر گراں ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قبیلہ بنوسلمٰی کا ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے والدین کے مرنے کے بعد میرے ذمہ ان کے ساتھ کوئی نیکی (حسن سلوک) باقی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ان کے لئے دعا واستغفار کرنا ان کے بعد ان کے جائز وعدوں کو پورا کرنا ان کے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن کے ساتھ صرف وہی صلہ رحمی کر سکتے تھے، اور والدین کے دوست احباب کا اکرام کرنا۔ (ابوداؤد)

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے اعلیٰ نیکیوں میں سے ایک اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں کے ساتھ احسان وسلوک کرے۔ (مسلم)

ذرا ذرا سی بات پر رشتوں کو ختم کرنا فیشن بن گیا ہے

انسان تنہا زندگی گذارتا ہے یا لوگوں کے ساتھ مل جل کر کیونکہ اپنے ہم جنسوں سے میل جول رکھے بغیر زندگی گزارنا دشوار ہے۔ آپس میں میل جول رکھنے والوں کے درمیان ایک رابطہ پایا جاتا ہے رابطہ کے بہت سے علاقے ہیں مثلاً رشتوں کی قرابت کا، ہمسائیوں کا دوستی کا، رابطہ کا فرق تجربہ اور مشاہدے سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کوشش کریں کہ زندگی میں جن رشتوں سے ہم محبت کرتے ہیں ان کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرتے رہیں اگر کسی وجہ سے رشتہ داروں سے تعلقات خراب ہوجائیں تو خاموشی اختیار کرلینی چاہئے ذاتی حملے کرنا کم ظرفی کی علامت ہے اگر ممکن ہو تو ناراض رشتہ داروں کو منالینا چاہئے کیونکہ جب تسبیح ٹوٹتی ہے تو اس کے دانے چن لئے جاتے ہیں غلط سے غلط انسان کے اصلاح کا راستہ محبت ہے تنقید اور تلخی کتنی ہی حق پر کیوں نہ ہو وہ اصلاح کے لئے کارگر ثابت نہیں ہوسکتی۔

کسی کو برا کہنا یہ اپنے برے ہونے کی پہلی نشانی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ دوسروں کو برا کہے لیکن ہماری عادت بن گئی ہے لوگوں کی کمیاں پکڑنا رسوا کرنا، بے عزت کرنا ذلیل کرنا۔

یہ رشتہ داریاں تعلق دوستیاں گھر کی طرح ہوتے ہیں گھر میں اگر بلب خراب ہوجائے تو گھر کو نہیں چھوڑتے بلب تبدیل کرتے ہیں اسی طرح اگر رشتہ داری میں کوئی مسئلہ آجائے تو رشتہ داری نہ توڑے بلکہ پہلے سے بہتر سلوک کرے لیکن ہمارے یہاں عجیب دستور ہے بات پکڑتے ہیں رشتہ توڑ دیتے ہیں موجودہ دور میں تمام اچھی باتیں ہمدردیاں انسانیت سوشل میڈیا پر موجود ہیں لیکن عملاً انسان کے کردار میں نہیں ہیں آج آپسی رشتے گویا پانی کا بلبلہ جیسے ہوگئے ہیں برسوں

سے قائم محترم رشتوں کو منٹوں میں ختم کرنا گویا فیشن بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے رشتوں سے بچائے جس میں کدورتوں رنجشوں اور تنازعوں کو دل میں رکھ کر بغض پالے جاتے ہیں۔

قطعہ

الگ رہیں تو جدائی میں ہائے ہائے کریں
جو اک جا ہوں تو کم بخت زہر اگلنے لگیں
عجب سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں رشتہ دار
الگ رہیں تو دھواں دیں ملے تو جلنے لگیں
(اکبرالٰہ آبادی)

رشتوں کو نبھانے کے لئے آپس کی سمجھداری کی ضرورت ہے، رشتوں کو زندگی بھر نبھاتے رہنا ہے تو ہر ایک دوسرے کو عزت دے، اعتبار محبت، احساس اگر رشتوں میں نہیں ہے تو یقین جانئے آپ کا رشتہ کھوکھلا ہے، بس ذرا سی غلطی یا بدگمانی کی دیر ہے کہ رشتے کمزور ہونے لگتے ہیں، ویسے رشتہ داروں کے درمیان معمولی تنازعہ، بحث وتکرار فطری امر ہے، ان سے بچا نہیں جا سکتا لیکن ایک دوسرے کی خامیوں کو نظر انداز کرنا رشتے میں پائیداری اور مضبوطی پیدا کرتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا اور ان کو خوش رکھنا بھی ایک فن ہے، اور اسلام میں مطلوب اور مستحسن ہے تاکہ معاشرہ میں محبت ومودت عام ہو، مشاہدہ ہے کہ نوٹوں کے مقابلہ میں ربر بیانڈ کی کوئی قیمت نہیں ہوتی مگر ایک ربر بیانڈ سارے نوٹوں کو جوڑ کر رکھتا ہے، تو فیملی کا ایسا ممبر بننے کی کوشش کریں کہ سارے فیملی کو اکٹھا جوڑے رکھ سکیں۔

●●●

سماجی رشتوں کا بکھراؤ

مشترکہ خاندان کی رونق ،شادابی ،تازگی ،شگفتگی اور رعنائیوں ،تہذیبی روایت ،اقدار اب قصۂ پارینہ بنتی جارہی ہیں عصری ماحول اور وقت کی بڑھتی ہوئی رفتار سے سماجی رشتوں کا بکھراؤ باعث افسوس ہے مشترکہ خاندان کی بنیاد محبت ایثار وقربانی پر استوار ہوتی ہے میاں بیوی یا ساس بہو یا پھر دوسرے افراد خاندان ہوں آپس جوڑے رکھنے والی چیز محبت ہے۔

گھر کے بزرگ و دیگر رشتہ دار جو کبھی خاندان کے لئے باعث نعمت تھے وہ زحمت تصور کئے جارہی ہیں ،ماضی کی روایات کو اب فرسودہ قرار دیا جارہا ہے جس کے نتیجہ میں پیار و محبت احترام واخلاق رواداری کے احساسات ختم ہوتے جارہے ہیں ،ایک اچھے اور مشترکہ خاندن کی اہمیت اور افادیت جو کل تھی آج بھی ہے ،جو لوگ خاندان کو تقسیم کر کے زندگی گزارتے ہیں ان کی ذہن سازی کی جائے کہ مشترکہ خاندان ایک طاقت ہے پہلے لوگ ایک خاندان میں شیر وشکر ہوکر رہا کرتے تھے ایک دوسرے کی خوشی اور غم کو اپنی خوشی اور اپنا غم سمجھتے تھے جس سے خاندان کا ہر فرد خوشی محسوس کرتا تھا اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا تھا کہ خاندان کا ہر فرد یہ سوچ کر مطمئن تھا کہ میں تنہا نہیں ہوں ،اگر میں کچھ اچھا عمل کروں گا تو خاندان کے افراد میری خوشی میں شامل ہوں گے ،اگر کوئی غلط کام کروں گا تو مجھ سے باز پرس ہوگی ،لیکن افسوس کہ ہر رشتے و ناتے ،تعلقات تہذیب ،قدریں فراموش ہوتی جارہی ہیں مشترکہ خاندان کا تصور معدوم ہوتا جارہا ہے۔ چھوٹا خاندان کے تصور پر عمل کیا جارہا ہے یہ سماجی برائی امریکہ اور یوروپ سے نکل کر پوری دنیا میں عام ہوتی جارہی ہے، جن کے منفی نتائج بھی سامنے آرہے ہیں یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب کے پروردہ گھروں میں بہت ساری سہولیات میسر ہونے کے باوجود وہ سکون واطمینان نصیب نہیں ،جو کبھی مشترکہ خاندان کو

حاصل تھا لیکن آج کے اس پر آشوب دور میں ہر سطح پر بحران اور انتشار کی کیفیات سے دوچار ہیں مشترکہ خاندان منتشر ہوکر بیوی بچوں تک ہی محدود ہوکر رہ گیا ہے، جس کے نتیجہ میں لوگوں کی تنہائیاں بڑھ رہی ہیں دادا، دادی، نانا، نانی، خالو خالہ، پھوپھی، پوپھا کے ساتھ ماں باپ شوہر بیوی بیٹے بیٹیاں بھائی بہن کا ساتھ نہیں رہا رشتوں کا بکھراؤ اور اخلاقی قدروں کا فقدان عام ہوتا جارہا ہے کہ اسی میل جول محبت بھائی چارگی اخوت و یکجہتی خلوص ایمانداری رواداری عدل وانصاف صلہ رحمی صبر وتحمل اور خدمت خلق جیسے احساسات ختم ہوتے جارہے ہیں۔

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ امریکہ میں مشترکہ خاندان کی دوری کے باعث معاشی طور پر تو لوگ خوش ہیں لیکن خاندان کے ساتھ رہ کر جو خوبیاں جو سکون ملنا چاہے وہ انہیں نصیب نہیں تنہائی وہاں کا مقدر ہے آج ضرورت ہے کہ مشترکہ خاندان کی اہمیت وافادیت کو سمجھتے ہوئے مشترکہ خاندان کے تصور کو پھر سے زندہ کیا جائے، تو دادا، دادی، نانا، نانی اور پوتا، پوتی، ناتی، نواسی سب خوش رہ سکتے ہیں اور گھر کا ہر فرد پر سکون اور خوش رہ سکتا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مشترکہ خاندان سے بہت زیادہ نقصانات ہیں اکثر جھگڑے مشترکہ خاندان کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں مشترکہ خاندان میں ساس نند بھاوج دیورانی اور جیٹھانی کا میدان جنگ ہے اسی مشترکہ خاندان کی وجہ سے دلوں میں نااتفاقی رنجش حسد بغض جلن پایا جاتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں اسلام میں مشترکہ خاندان کا تصور نہیں ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اکثر اپنی کتابوں میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر آپ خوشحال زندگی گذارنا چاہتے ہو تو شادی سے پہلے اپنے الگ گھر کا انتظام کرو آپ ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں آپ ﷺ نے سب کے لئے الگ الگ گھر کا انتظام کیا تھا۔

● ● ●

رشتے ٹوٹنے کی بڑی وجہ زبان

زبان درازی وہ آفت ہے جس کے سبب اچھے بھلے خاندان تباہ و برباد ہوجاتے ہیں بالخصوص آج کی نئی نسل میں برداشت کی کمی کے باعث اس کا رجحان بہت زیادہ بڑھتا جارہا ہے یہ ایک ایسی عادت ہے جس کے سبب جلد ہی نااتفاقی اور بدگمانی پیدا ہوجاتی ہے پھر مقابلہ شروع ہوجاتا ہے اور نتیجہ لڑائی جھگڑا فساد خون ریزی تک جا پہنچتا ہے آخر کار رشتوں کو ختم کرنا آخری حل سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں ایک زبان بڑی نعمت ہے زبان دل و ذہن کی وہ ترجمان ہے جو جنت میں داخلہ بھی کرادیتی ہے اگر یہی زبان بگڑ جائے تو دوزخ رسید بھی کردیتی ہے۔ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ سخت بھی ہے تلوار تو جسم کو کاٹا کرتی ہے مگر زبان روح کو کاٹ دیتی ہے پاؤں کی ٹھوکر سے انسان گرتا ہے مگر زبان کی ٹھوکر نعمتوں کو گرادیا کرتی ہے زبان عرش پر بھی لیجایا کرتی ہے اور یہی زبان انسان کو ذلت کی پستی میں بھی ڈھکیل دیتی ہے زبان تخت پر بھی بٹھادیا کرتی ہے اور کبھی یہ تختہ دار تک بھی پہنچایا کرتی ہے اور اس کی کاٹ بوڑھاپے میں بھی جوان رہتی ہے، یاد رکھیں زبان سے ادا کیا گیا لفظ واٹس ایپ پر بھیجا ہوا مسیج نہیں ہے جیسے ہی آپ کو یہ خیال آیا کہ آپ نے کوئی غلط بات کردی ہے تو فوری طور پر آپ اپنے موبائل سے ڈیلیٹ فار ایوری ون کا بٹن استعمال کر کے اسے ڈیلیٹ کردیں، آج ہم زبان کے معاملہ میں مکمل طور پر بے احتیاط ہوچکے ہیں ہر جگہ ہر مقام پر بے مقصد اور لایعنی باتیں جھوٹ غیبت چغلی بہتان غلط لطیفہ ذومعنی الفاظ جو سوچتے ہیں وہی زبان سے ادا کر رہے ہیں آج جو جتنا چرب زبان ہے وہ اتنا ہی مقبول ترین نظر آتا ہے، یہ زبان ہی ہے جس کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ جہنم میں

جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چپ رہا اس نے نجات پایا۔

جس طرح لباس انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے بالکل اسی طرح ہمارے الفاظ ہماری فطرت اور سوچ کی عکاسی کرتے ہیں احساس اور اپنائیت بھرے دو بول کسی کے روح کے لئے مرہم ثابت ہوتے ہیں تو اکثر کڑوے بول سامنے والے کی روح کو زخمی کر دیتے ہیں لہٰذا اپنے الفاظ دوسرے کی نذر کرتے وقت انتہائی شریں رکھئے الفاظ کو استعمال کرتے وقت ایسے ہی احتیاط کریں جیسے مچھلی کھاتے وقت کانٹوں سے کرتے ہیں۔ جسم میں دیکھتے میں زبان ذراسی چیز ہے مگر بڑی بڑی لڑائیاں کرا دیتی ہے اور دلوں میں پھوٹ ڈال دیتی ہے انسان سے جو گناہ ہوتے ہیں اکثر یا تو زبان سے ہوتے ہیں یا پھر ان میں زبان کا دخل ضروری ہوتا ہے۔

زبان کی وجہ سے رشتے ٹوٹتے یا پھر اسی کی وجہ سے رشتے جڑتے دیکھا ہے زبان کے استعمال میں جب ہم لا پرواہی کرتے ہیں تو اس سے رشتے گھر خاندان میں دراڑ پڑتی نظر آتی ہے ہم خاندانوں کو ٹوٹتے دیکھا ہے دوستیاں ٹوٹتے دیکھا ہے بھائی چارہ ٹوٹتے دیکھا ہے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ زبان تلوار سے بھی زیادہ خوفناک ہے تلوار سے کتنے لوگوں کو ماریں گے جب کہ زبان کے زہر سے پوری قوم کو مارا جا سکتا ہے۔

> حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے بارے میں کچھ ایسی بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گذری کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی جو بیوی ہیں وہ ایسی ہیں یعنی ان کا چھوٹا قد ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ آج تم نے اتنی کڑوی بات کہی ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو سارا سمندر کڑوا ہو جائے۔ (مسند احمد)۔

اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم روزمرہ ہماری باتوں میں کیسی فضول باتیں کرتے ہیں ان کا مذاق بناتے ہیں ان کی چغل خوری کرتے ہیں اور کس کس انداز سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور کتنوں کا دل توڑتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بھی سکھایا کہ جب تین لوگ بیٹھے ہوں تو دو لوگ آپس میں سرگوشی نہ کریں یوں کہ تیسرے کو برا لگے گا، اس لئے زیادہ سے زیادہ دوسروں کے احساسات کا خیال کیجئے اپنی زبان کو قینچی یا تلوار کی طرح مت چلاتے رہئے کیونکہ تلوار کا زخم تو ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن زبان کا زخم ٹھیک نہیں ہوتا۔ دنیا میں دیکھئے کہ بہت سے لوگ اپنے زبان کی وجہ سے دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں اور جہنم میں سب سے زیادہ لوگ زبان کی وجہ سے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دیدو تو تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (مسلم)

خنجر تھا الٰہی یا زبان تھی
خنجر سے زیادہ رواں تھی

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے پوچھا، بہترین مسلمان کون ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اس کے اندر ایک راز ہے، ہاتھوں سے ایک انسان دوسرے انسان کو تب نقصان پہنچا سکتا ہے جب وہ سامنے ہو اگر کوئی دور ہے اور غائب ہے تو اس کو نہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن زبان سے انسان دل آزاری کرتا ہے، چاہے وہ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہوں یا دور ہوں، زندہ ہوں کہ مردہ ہوں، غیبت کر کے ان کو ایذا پہنچا سکتا ہے، ہاتھ اٹھانے کے لئے طاقت چاہئے مگر زبان سے کمزور بھی طاقتور کا دل دکھا سکتا ہے، وہ رشتے ناطے جن کو انسان تلوار کے ذریعہ نہیں توڑ سکتا ان کو انسان زبان کے ذریعہ ایک لمحہ میں توڑ دیتا ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ اسی وقت بولے جب ضرورت ہو ورنہ خاموش رہے۔

●●●

غصہ رشتوں میں دوریاں پیدا کرتا ہے

انسانی فطرت کے کئی پہلو ہیں کہ کبھی وہ نیک شریف النفس ملنسار ہمدرد و مددگار رہوتا ہے تو کبھی شرارت بدمعاشی بے وفائی زیادتی جھگڑا غصہ وغیرہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ منفی صفات میں سب سے زیادہ تکلیف وہ غصہ کی ہوتی ہے، ایسا شخص پورے معاشرے کے لئے وبال جان بن جاتا ہے اور سب اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں ہم سنجیدگی سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ غصہ ہی ہے جو ہماری زندگی کا سکھ چین چھین لیتا ہے جس شخص کی فطرت میں غصہ زیادہ ہوتا ہے، لوگ اس سے دوستی کرنے میں جھجھک محسوس کرتے ہیں یہاں تک کہ جو اہل خانہ بھی ڈر اور خوف کے سایہ میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ برے موڈ یا غصے کی حالت میں کبھی بھی برے الفاظ استعمال نہیں کرنی چاہئے کیونکہ تھوڑی دیر میں آپ کا موڈ تو ٹھیک ہو جائیگا لیکن کسی کو آپ کے لفظوں سے لگے زخم شاید تمام عمر نہ بھر سکیں۔ ہمیشہ اچھا سوچیں اچھا بولیں کیونکہ غصہ بدزبانی بدگمانی ایسے عیوب ہیں جو انسان کے ہر کمال کو زوال میں بدل دیتے ہیں۔

دوست احباب میں یا رشتے ناطے عزیز و اقارب یا پھر ملنے جلنے والے لوگ آپ کے بارے میں بھی کچھ غلط باتیں بولتے ہوں گے جسے جان کر آپ کو بہت غصہ آتا ہوگا یا برا محسوس ہوتا ہوگا، پھر کیا کبھی آپ اس شخص ہی کی برائی بیان کر کے دل کو ٹھنڈا کرتے ہیں یا پھر یوں ہی اذیت برداشت کرتے ہیں ہم یہ تو جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ حق پر ہونے کے باوجود بھی رسول اللہ ﷺ کی مشرکین کتنی برائیاں بیان کر کے آپ کو دیوانہ، کاہن، جادوگر اور بھی بہت کچھ بولا کرتے تھے پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایسی باتوں پر رہنمائی فرماتے ہوئے کہا:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰ (مزمل)

اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور انہیں چھوڑ دو اچھے طریقے سے چھوڑنا۔

یعنی لوگوں کی تکلیف دہ باتوں کو صرف نظر کر کے صبر کریں کیونکہ آپ کیسے ہیں وہ رب جانتا ہے اور جب رب نے انہیں چھوڑنے کا حکم دیا ہے تو کیوں فضول میں ایسے لوگوں کے بارے میں بحث کریں کیونکہ بعض لوگوں کے شر سے بچنے کا یہی بہترین نسخہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں فطرتاً غصہ رکھا ہے شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جسے غصہ بالکل نہ آئے، یہ وصف حیوانوں کے اندر بھی ودیعت کیا گیا، جب اس کی مرضی کے خلاف کوئی بات پیش آتی ہے تو اس میں غصے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے ایسے وقت میں اس کی دماغی حالت اپنی حالت پر باقی نہیں رہتی یہی وہ وقت ہوتا ہے، جب وہ ایسے فیصلے کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے گھر بار بیوی بچے رشتہ دار دوست احباب اس سے بچھڑ جاتے ہیں خونی رشتوں کا تقدس پامال ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایسے شخص کو کئی جسمانی بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں جیسے بلڈ پریشر بعض دفعہ ہارٹ اٹیک کی بھی نوبت پہنچ جاتی ہے، غصے کے معاشرتی نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں ایسا شخص لوگوں کی نظر میں گر جاتا ہے سماجی اور اخلاقی طور پر ایسا شخص قابل نفرت و ملامت قرار دیا جاتا ہے۔

جس قدر غصہ بڑھتا ہے اسی قدر اس کو معاشرہ سے تنہا کر دیا جاتا ہے آپ ایسے کئی لوگ دیکھے ہوں گے جس کے غصیلے مزاج کی وجہ سے رشتہ داروں سے کاٹ کر رکھ دیا ہے ان کا حلقہ احباب بھی سمٹ کر رہ گیا ہے اس لئے اسلام نے غصہ کو تمام برائیوں کی جڑ اور بنیاد قرار دے کر اس کو قابو پانے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ ڈالے بلکہ طاقتور وہ انسان ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے غصہ یقیناً قابل مذمت ہے بلکہ غصہ کی وجہ سے دلوں میں کینہ اور حسد جیسی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں یہ

بھی جان لیجئے کہ غصہ انسان کی فطرت میں ودیعت ہے تو بالکل ختم کرنا ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ غصہ آئے تو اپنے نفس کو قابو میں رکھے غصہ کے نتیجہ میں کوئی ناجائز قدم نہ اٹھائیں غصہ کی حالت میں کسی کی غلطی کو معاف کر دینا بہت بڑا مجاہدہ ہے عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول نجات کی کیا صورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ (بیہقی)

غصہ آنا ایک فطری امر ہے شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جسے غصہ بالکل نہ آئے، یہ ایسا وصف ہے جو حیوانات کے اندر بھی ودیعت کیا گیا ہے، اس کے باوجود خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دینے کا بڑا درجہ ہے، کسی کی غلطی کو درگذر کرنا، اور اسے معاف کرنا اخلاق حسنہ میں سے ہے۔

حضرت سہیل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنے غصہ کو پی جائے حالانکہ وہ بدلہ لینے پر قدرت رکھتا ہو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مخلوق کے سرداروں میں پلٹائے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غصہ کرنے پر قادر ہوتے ہوئے بھی غصہ کو پی جاتا ہے تو اللہ اس کے دل ایمان بھر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

● ● ●

بدگمانیاں رشتوں میں دایوار بن جاتی ہیں

انسانوں سے متعلق خوش گمانی دوست بناتی ہےاور بدگمانی دشمنی پیدا کرتی ہے،ہم نے زندگی میں دوست بنائے ہیں یا دشمن فیصلہ ہمارے ہاتھوں میں ہے انسان کے خالق و مالک نے اپنے کلام میں فرما دیا کہ اے ایمان والو ایک دوسرے کے بارے میں بہت زیادہ گمان نہ کیا کرو بے شک بہت سے گمان گناہ ہوتے ہیں۔(سورہ حجرات آیت ۱۲)

رشتوں میں پھیلنے والی مختلف قسم کی برائیوں میں سے ایک برائی بدظنی یعنی کسی بھی شخص کے تعلق سے بدگمان کرنا اور پھر دانستہ وغیر دانستہ اس غلط چیز کو پھیلانا۔ہم پر لازم ہے کہ اس بنیادی برائی کو ختم کریں کیونکہ آپسی کشیدگی ہو دلوں میں بغض وحسد کا آتش فشاں پھٹ رہا ہو وہاں آپسی محبت کا ماحول کیونکر پیدا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

(بخاری ومسلم)

بدظنی بہت ہی بری چیز ہے اس سے بڑے بڑے خطرات وجود میں آتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر مومن کے ساتھ نیک گمان رکھو اس حدیث کی شرح میں علماء ربانین فرماتے ہیں اگر کسی چیز کے اندر ننانوے دلائل ہوں بدگمانی کے لیکن ایک راستہ ہو حسن ظن کا تو عافیت کا راستہ یہی ہے کہ حسن ظن کے اس ایک راستہ کو اختیار کرلو۔حضرت مولانا شاہ عبدالغنی بھولپوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بدگمانی پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مقدمہ دائر فرمائیں گے، اور اس سے پوچھیں گے کہ بدگمانی کے تمہارے پاس کیا دلائل تھے اور نیک گمان پر بلا دلیل انعام

عطافرمائیں گے۔

ظنو بالمؤمنین خیرا نیک گمانی کر کے مفت میں ثواب لے لو اور بدگمانی کر کے دلائل پیش کرنے کے مقدمات میں اپنی جان نہ پھنساؤ۔

کسی سے بدگمان ہونے سے بہتر یہ ہے کہ کچھ دیر خاموشی اختیار کریں اور دوسرے انسان کے بارے میں کچھ نہ سوچیں کیونکہ وقت ایسا ہتھیار ہے کہ بعض اوقات ہماری بدگمانیوں کو ہمارے منہ پر مار دیتا ہے اور بعض اوقات ہماری خوش فہمیاں ہمارے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔

بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی ثابت ہوتی ہے کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو حسد نہ کرو بغض نہ رکھو کسی کے پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا بے شک گمان حق کے مقابلہ میں ذرا بھی کام نہیں آتا۔(سورہ نجم آیت ۲۸)۔

انسان قابل اعتبار ہوتے ہیں، قابل محبت ہوتے ہیں، وہ ہمارے قریب ہونا چاہئے مگر ہم اپنے گمان کا لٹھ کچھ اس طرح گھماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے رشتہ دار دوست احباب دور ہوجاتے ہیں یا دور رہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، کبھی ہمارا کوئی غریب رشتہ دار ہمیں ملنے آجائے تو ہم گمان قائم کر لیتے ہیں کہ یہ ہماری حیثیت کا فائدہ اٹھانے کے لئے آیا ہے یا کوئی امیر گھر میں آئے تو ہم گمان کر لیتے ہیں کہ یہ ہمیں اپنی دولت سے مرعوب کرنے کے لئے آیا ہے ہمارے ہی گمان سے ہمارے عزیز واقاریب رشتہ دار متعلقین ہم سے مناسب فاصلہ پر رہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

انسان کے متعلق ایک ہی گمان روا ہے اور وہ خوش گمان ہوتا ہے یاد رکھئے ہم جیسا سوچتے ہیں ویسا منظر ہمارے سامنے آتا رہتا ہے اگر ایک بار میاں بیوی بدگمان ہوجائیں تو باقی کام قوت متخیلہ تمام کر دیتی ہے۔خوش گمانی خوشبو ہوتی ہے اور بدگمانی بدبو۔چھوٹی موٹی غلطی یا غلط فہمی قطعاً اس قابل نہیں ہوتی کہ اس کی سزا میں انسان خود کو دوسرے انسانوں سے دور کر لے کوئی جان بوجھ

کر غلطی نہیں کرتا کسی کا دل نہیں چاہتا کہ وہ غلطی کرے اور پھر اس غلطی کی سزا بھگتے۔

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی مسلمان معصوم نہیں ہوسکتا امت کے ہر فرد سے کچھ نہ کچھ خطائیں لغزشیں یا گناہ سرزد ہوں گے، لیکن بغیر کسی ثبوت کے کسی مسلمان پر جرم عائد کرنا اور اسے بدنام کرنا یا کسی کی بدگمانی سن کر بلاتحقیق اسے قبول کرلینا ہرگز کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں، بلکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں مسلمانوں کو دکھ پہنچانے والا بتایا گیا ہے۔ مومن کی عزت اللہ کو سب سے زیادہ محبوب و عزیز ہے اسلام میں تو ناپاک جانوروں کو تک بلاوجہ تکلیف دینے کی اجازت نہیں، پھر انسان یا مومن رشتہ دار کو دکھ پہنچانا اسے بدنام کرنا دوسروں سے سنی سنائی باتوں کا بلاتحقیق چرچا کرتے رہنا کتنا سنگین جرم ہوگا۔

ہماری صحبتوں میں جب کسی کی برائی یا بدنامی ہوتی ہے کسی کے گھر کے عیبوں کے قصہ چھیڑتے ہیں اس میں یہ ضروری نہیں یہ تذکرے دشمنوں ہی کے ہوں، بلکہ دوست رشتہ دار پڑوسی کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں۔ بعض لوگ تو سوشل میڈیا کا سہارا لے کر ان کی برائی کو مزید عام کرنے سے باز نہیں آتے اللہ نے جتنی فضیلت مومنوں کے عیوب کمزوریوں کو چھپانے اور ان پر پردے ڈالے رکھنے کی بتائی تھی مگر آج اتنی ہی مسرت ایک دوسرے پر گندگی اچھالنے اور ایک دوسرے کو ذلیل ورسوا کرنے میں ہورہی ہے۔

زندگی میں ضروری نہیں کہ حقائق وہی ہوں جو بس ہمیں نظر آرہے ہیں بلکہ وہ بھی ہوسکتے ہیں جو ہمیں نظر نہ آرہے ہوں، اس لئے کسی سے بدگمانی سے پہلے خوش گمانی کو وقت دیں، حقیقی مسلمان عزیزوں اور رشتہ داروں کے بارے میں بدگمانی نہیں کرتا، اوہام وخرافات میں گرفتار ہونے سے بچتا ہے، انسانی عادات میں سب سے زیادہ خطرناک عادت شک ہے جو رشتوں میں دوریاں اور دلوں میں نفرت پیدا کرتی ہے، شک کی بنیاد پر چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے رشتوں میں زہر گھول دیتی ہیں، بعض مرتبہ کئی وضاحتوں کے باوجود بھی رشتہ نہیں بچتا۔

●●●

بگڑے رشتوں میں صلح کرا دینا صدقہ ہے

ہر انسان کا مزاج اور طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لئے اکٹھے رہن وسہن، لین دین اور باہمی معاملات وتعلقات ورشتہ داری میں اکثر اوقات دوسرے کے خلاف مزاج باتوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور یہ غلط فہمیاں بڑھتے بڑھتے نفرت وعداوت قطع کلامی قطع رحمی قطع تعلقی دشمنی لڑائی جھگڑے خون خرابہ قتل وغارت تک پہنچتی ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں رشتہ داروں میں فساد شروع ہوجاتا ہے۔ خاندانوں کے خاندان اجڑ جاتے ہیں۔

رنجش یا بگاڑ اور جھگڑے رشتہ داروں کے درمیان ہو یا دو مسلمانوں کے درمیان ان کے درمیان مصالحت اور موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اس موقع پر اسلام ہماری رہنمائی کرتا ہے قرآن کریم کی متعدد مقامات پر صلح کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے اسے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

سورہ حجرات آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر مسلمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ اس سورت کے آیت نمبر ۱۰ میں ارشاد ہے کہ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔

موجودہ حالات میں وقت کا اہم تقاضہ ہے کہ ہم تمام مسلمان انفرادی ہوں یا خاندانی جھگڑے ہوں ہر طرح کے اختلافات سے بلند ہوکر ایک ہوجائیں اخوت و بھائی چارگی کو فروغ دیں ہاتھ ملانے کے ساتھ ساتھ دل بھی ملاتے چلیں اس کا فائدہ محض دنیوی زندگی تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔

رشتوں کی اہمیت کو سمجھو جنگ کرنا انسان کے لئے آسان ہے لیکن صلح کرنا مشکل ہے۔ صلح کرنے میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا ادھر سے معافی مانگ لیا ادھر سے معافی مانگ لیا بات ختم۔ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کر کے دکھایا جب کہ طاقت میں کوئی کمی نہیں تھی جو صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے وہ تقریباً چودہ سو تھے عمرہ کے لئے آپ تشریف لائے تھے مگر مکہ والے عمرہ کرنے نہیں دے رہے تھے۔ صلح ایک سخت عمل ہے اس میں نفس کو منوانا پڑتا ہے ہماری انا کو مارنا پڑتا ہے میں کیوں جھکوں اسی کو ختم کرنا پڑتا ہے اور یہ کام جلدی نہیں ہوتا کیونکہ شیطان اس کو ہونے نہیں دیتا بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میری بہن پہلے آئے معافی مانگنے کے لئے میرا بھائی پہلے آئے غلطی تو اس نے کی تھی اسی انتظار میں بڑھاپہ آجاتا ہے بلکہ کسی کی موت بھی آجاتی ہے اور جنازے میں تک شریک نہیں رہتے۔

مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے کیا حالات تھے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ایک دونوں کے درمیان ایک سو بیس سال سے جنگ چل رہی تھی اور وجہ کیا تھی ایک قبیلہ کے لڑکے نے دوسرے قبیلہ کی کوئی چیز توڑ دی تھی۔ ایک معمولی چیز کیا ٹوٹی یہ لڑائی گھروں میں آ گئی گھروں سے خاندان میں اور پھر پورے قبیلہ میں لڑائی۔ باپ مرنے سے پہلے بچے کو وصیت کر کے جاتا کہ جنگ ہماری طرف سے بند نہیں ہونی چاہئے ورنہ ناک کٹ جائے گی۔ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان ہے اسی اوس و خزرج قبیلہ کے لوگوں کو انصار صحابہ میں لاکر بھائیوں میں جوڑ دیا تھا۔

ابوالدرداؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو درجہ میں روزہ نماز اور زکوٰۃ سے بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپس میں میل جول کرا دینا آپس میں صلح کرا دینا بہترین نیکی ہے اس لئے کہ آپس کی پھوٹ آپس کی لڑائی دین کو منڈ دینے والی ہے۔ (ترمذی ۲۵۰۹)

اس سے معلوم ہوا کہ آپس میں صلح کروانا اور میل جول کروا دینا نفلی عبادات سے افضل ہے کیونکہ یہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے اور آپسی اعتراض اور انتشار کے نہ ہونے کا ذریعہ ہے جب کہ آپسی رنجش اور عداوت دینی بگاڑ کی جڑ ہے۔

● ● ●

رشتہ داروں کی ضرورت کو مقدم رکھیں

آج معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو ضرورت منداور محتاج تو ہیں لیکن وہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ کتنی ایسی بیوہ اور مطلقہ عورتیں ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں کتنے ایسے یتیم ہیں جو باپ کی شفقت سے محروم ہیں کتنے ایسے خاندان ہیں جن کی محنت ومزدوری سے حاصل ہونے والی کمائی ان کے ضروری اخراجات کے لئے کافی نہیں۔

کتاب وسنت میں ایسے ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کی تلقین کی گئی ہے مالدار رشتہ داروں کو چاہئے کہ ایسے چھپے ہوئے ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان پر اپنا مال خرچ کریں مالدار لوگوں کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان میں رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوست واحباب ہو محتاج اور ضرورت مند ہیں ایسے لوگوں کی مدد کرنا بڑے اجر وثواب کی بات ہے۔ مالی امداد کی کئی صورتیں ہیں اگر کسی رشتہ دار کے مالی وسائل کمزور ہیں تو ان کی مدد کر کے ذریعہ معاش مستحکم کر سکتے ہیں کسی رشتہ دار کو قرض کی ضرورت ہے تو اسے قرض دیں اگر کوئی رشتہ دار طویل عرصہ سے بیمار ہے تو ان کی مالی مدد کریں کسی چیز کو اللہ کی راہ میں دینے سے پہلے اس طرف توجہ دی جائے کہ اس کی ضرورت کسی رشتہ دار کو ہے تو پہلے اپنے رشتہ دار کی ضرورت کو پورا کریں بعد ازاں دیگر ضرورت مندوں کو دیں۔

عبادتیں صرف جائے نماز پر ہی نہیں ہوتیں بلکہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی کرنا میٹھی زبان، دھیمی لہجہ ہمدردانہ اور عاجزانہ رویوں سے بھی ہوتی ہیں بعض لوگ عبادت کرتے ہیں صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں لیکن لوگوں کو تکلیف بھی دیتے ہیں ان پر احسان بھی جتلاتے ہیں ایسے لوگ اپنی نیکیاں ایسے برتن میں جمع کر رہے ہیں جس میں سوراخ ہے۔●

رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا دہرا ثواب

ہمارے گھر میں ہمارا بھائی ہمارا رشتہ دار سطح غربت سے نیچے پہنچ چکا ہے کھانے پینے کی پرابلم چل رہی ہے، بچوں کی پڑھائی لکھائی رکی ہوئی ہے اس کا مالدار رشتہ دار اچھا ہے یا بھائی ہے بڑے بڑے مسجد بنوار ہے ہیں صاف لفظوں میں اس کے متعلق حدیث موجود ہے، اگر کسی کے پاس پانچ درہم ہیں پانچ کھجور ہیں اگر وہ اس کو خرچ کرنا چاہتا ہے تو افضل ترین جگہ سب سے پہلے اپنے والدین پر خرچ کرے دوسرے نمبر پر اپنے اوپر اور اپنے بال بچوں پر تیسرے درجہ پر غریب رشتہ دار چوتھے نمبر پر اپنے غریب پڑوسی پانچویں نمبر پر یہ فی سبیل اللہ۔ اور جو فی سبیل اللہ ہے اس کا ثواب سب سے کم ہے اگر رشتہ دار سطح غربت سے نیچے ہوں تو وہ دوسری جانب صدقہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کا صدقہ قبول ہوگا صدقہ صدقہ نہیں ہے اگر کوئی رشتہ دار غریب موجود ہے آپ نے اس کی مدد نہیں کی اور صدقہ نکال رہے ہیں صدقہ قبول نہیں ہے پہلے اپنوں کو دیکھو اس کے بعد فی سبیل اللہ۔

رشتہ داروں میں بعض ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں جو انتہائی غریب مسکین اور نادار ہوتے ہیں اور صدقہ وزکوٰۃ لینے کے مستحق ہوتے ہیں اس لئے جب بھی کوئی شخص اللہ کے واسطہ صدقہ یا زکوٰۃ یا فی سبیل اللہ دینے لگے تو پہلے اپنے خاندان میں مستحق رشتہ داروں کو دے ایسا کرنے سے اللہ راضی ہوگا اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا ثواب دہرا ہے یعنی ایک صدقہ کا اور دوسرے صلہ رحمی کا۔ لہٰذا جب بھی اللہ کی راہ میں کوئی چیز دینے لگیں تو پہلے اہل قرابت کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک صدقہ

وہ ہے جو غریب ضرورت مند کو دیتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو اپنے کسی رشتہ دار کو دیتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دہرا اجر عطا کرے گا۔ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کی محبت خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے دوسروں کی ضروریات کو اپنی ذاتی ضروریات وحاجات پر ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے اس کی معاشرتی اہمیت وضرورت کے پیش نظر قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں بہت تلقین کی گئی ہے کہ خود بھوکے پیاسے اور شدید حاجت مند ہونے کے باوجود اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو پورا کرنے کو ایثار کہتے ہیں۔ ایثار ایسے سخاوت ہی کی ایک قسم ہے اس اعتبار سے یہ جود وسخا، فیاضی و دریادلی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ دیگر اوصاف حمیدہ اور صفات حسنہ کی طرح ایثار بھی اہل ایمان کی خاص پہچان ہے اس کی بدولت معاشرہ بدحالی سے خوش حالی بدامنی سے امن بے سکونی سے راحت اور بے حسی سے احساس کی طرف گامزن ہوتا ہے یعنی غم مٹتے اور خوشیاں جنم لیتی ہیں۔

اسلام نے جہاں رشتہ داروں بھائیوں سے روابط رکھنا اور ملاقاتیں کرنا پسندیدہ قرار دیا ہے سخاوت وفیاضی میں مسابقت کو مستحسن بتلایا ہے اس سے باہمی اخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے حقیقی مسلمان سخی اور فیاض ہوتا ہے اس کے ہاتھ کشادہ اور کھلے ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے ایثار وسخاوت کا شمار اسلام کے بنیادی اخلاق میں ہوتا ہے خاص طور پر اپنے اہل وعیال کے ساتھ اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنے سے لوگ اس سے قریب ہوتے ہیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اس کے کنبہ سے اچھی طرح پیش آئے (ابوداؤد)۔ خدا کی ساری مخلوق کی خدمت بڑے مرتبہ اور ثواب کا کام ہے جان ومال سے ان کی خدمت کریں سب کے ساتھ عاجزی سے پیش آئیں کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں ضرورت مند کی ضرورت کو پوری کریں بھوکے کو کھانا کھلائیں وغیرہ۔

● ● ●

افضل صدقہ وہ ہے

جب یہ آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران: ۹۲) نازل ہوئی کہ تم ہرگز نہیں نیکی پا سکتے جب تک کہ اپنی عزیز چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو، تو سیدنا ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی عزیز اور محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو''۔ اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مال میرا کھجور کا باغ ہے، میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس کا ثواب اللہ سے پانے کی امید رکھتا ہوں۔

اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو جہاں بتلائے وہاں اس کو خرچ کر دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت خوب یہ نفع بخش مال ہے، یہ نفع بخش مال ہے، تم نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے، میری رائے یہ ہے کہ تم اسے رشتہ داروں میں بانٹ دو، سیدنا ابوطلحہؓ نے عرض کیا ٹھیک ہے، اے اللہ کے رسول میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ سیدنا ابوطلحہؓ نے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت کلثوم بنت عقبہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو بغض رکھنے والے رشتہ داروں کو دیا جائے۔ (طبرانی)

یہی چیز جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی طرف دعوت دی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی سیدنا زینبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو خواہ اپنے زیورات ہی میں سے! تو میں عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ آپ تنگ دست آدمی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں

صدقہ کا حکم دیا ہے، آپ جا کر پوچھ آیئے کہ اگر میں صدقہ آپ کو دوں تو کیا یہ درست ہوگا؟ تا کہ اگر ایسا نہ ہو تو میں کسی دوسرے کو دیدوں۔

عبداللہؓ نے فرمایا تم خود ہی چلی جاؤ میں گئی تو دیکھا کہ ایک انصاری عورت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دراوزے پر کھڑی ہے، اور وہ بھی اسی لئے آئی تھی جس کیلئے میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بڑی بارعب اور پرہیبت تھی، ہمارے دستک دینے پر حضرت بلالؓ باہر نکلے ہم نے ان سے کہا رسول اللہ کو جا کر بتلایئے کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی ہیں اور پوچھ رہی ہیں کہ اگر وہ صدقہ اپنے شوروں کو دیدیں یا ان یتیم بچوں پر خرچ کریں جو انکی گود میں ہوں تو کیا ایسا صدقہ صحیح ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نہ بتلانا کہ ہم لوگ کون ہیں، سیدنا بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا وہ دونوں کون ہیں۔ کہا ایک انصاری عورت اور دوسری زینب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کون سی زینب کہا عبداللہ کی بیوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کے لئے دو اجر ہیں، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا اجر۔ (بخاری کتاب الزکاۃ)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسکین پر صدقہ کرنے کا تو ایک ثواب ہے یعنی صرف صدقہ جب کہ رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا دہرا ثواب ہے، صدقہ کا اور صلہ رحمی کا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم پر ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ دینار و درہم کا سب سے زیادہ مستحق مسلمان بھائی کو سمجھا جاتا تھا، پھر اب ایسا زمانہ آ گیا کہ دینار و درہم مسلمان بھائی سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا بھی گذرا ہے کہ جس میں روپیہ پیسہ اپنے مسلمان بھائیوں پر رشتہ داروں پر عزیزوں پر خرچ کرنے کا جذبہ تھا اور انہیں اپنے عزیز و اقارب پیسوں سے زیادہ محبوب تھے۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ مسلمان بھائیوں کی نسبت پیسہ زیادہ عزیز ہو گیا۔

●●●

باہمی ہمدردی کی ضرورت

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو باہمی طور پر جس طرح رہنے کی تاکید فرمائی ہے اگر اس پر عمل کریں تو ہماری پریشانیاں اور ساری مشکلات حل ہوسکتی ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے اے ایمان والے مرد وخواتین آپس میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں۔ (توبہ ۷۱)

ایک اور جگہ ارشاد ہے تمام ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں (سورہ حجرات ۱۰)

حضرت لقمان بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باہمی محبت مہربانی اور ہمدردی کے لحاظ سے ایمان والوں کی مثال ایک جسم کے مانند ہے جب اس جسم کے کسی عضو (حصے) میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ دین اسلام میں باہمی ہمدردی مہربانی کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ جن بھائیوں کو مالی وسعت عطا فرماتی ہے انہیں چاہئے کہ وہ بڑھ چڑھ کر پریشان لوگوں کی اور خاص طور پر اپنے عزیز واقارب رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی والا برتاؤ کریں۔

ان سے حسن سلوک کرے ان سے دھوکہ فراڈ کینہ حسد اور بغض نہ رکھے ان کے بارے میں غیبت چغلی تہمت اور بہتان نہ لگائے زبان اور دیگر اعضاء سے تکلیف نہ پہنچائے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرے ان کے عیوب ونقائص کو چھپائے ان کے لئے دعائیں کرے انہیں دینی ودنیوی فوائد کی جانب صحیح رہنمائی کرے انہیں نیکی کی ترغیب دلائیں برائی سے روکیں۔

اگر کسی خاندان میں کوئی شخص معاشی تنگ دستی کی وجہ سے خودکشی کرتا ہے تو خاندان کے سب صاحب دولت سے کل قیامت میں ضرور پوچھ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی دولت سے

نوازا یہ اس دولت میں دوسروں کا بھی حق ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنی دولت میں سے زکوٰۃ صدقات عطیات یا قرض حسنہ کے ذریعہ سے مستحق ضرورت مندوں کی مدد کریں تاکہ وہ خودکشی جیسے بڑے گناہ سے بچیں کسی کی محتاجی بڑا عذاب ہے اللہ یہ عذاب کسی پر نہ ڈالے اور صرف اپنا ہی محتاج رکھے۔

آج ہم معاشرے میں ہم دیکھ رہے ہیں کوئی بھائی غریب ہے تو کوئی امیر ہے جو مالدار ہیں وہ اپنے غریب بھائیوں کی ذرا فکر نہیں کرتے کوئی پراپرٹی جائیداد خریدتے ہیں تو بیوی کے نام سے کاروبار کرتے ہیں تو سالے کو پارٹنر بنالیتے ہیں سگا بھائی کرائے کے کمرہ میں مفلسی کی زندگی گزار رہا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے درخت پر اوقات سے زیادہ پھل لگ جائے تو اس کی ڈالیاں ٹوٹنا شروع ہو جاتی ہیں انسان کو مال و دولت مل جائے اگر وہ بے دین ہے وہ رشتوں کو توڑنا شروع کر دیتا ہے انجام آہستہ آہستہ درخت اپنے پھل سے اور انسان اپنے رشتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں پے در پے کئی آیات میں رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے، رشتے کے تعلقات کو خراب کرنے پر ڈرایا ہے۔

سورہ نساء آیت :۱ میں ارشاد ربانی ہے کہ رشتہ داری اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، سچے مسلمان کے لئے رشتے کی اہمیت و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ بیش تر آیات میں اللہ تعالیٰ ایمان اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بعد ہی صلہ رحمی کرنے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا، حسن سلوک میں رشتے داروں کا درجہ والدین کے بعد بتلایا گیا، رشتہ داروں کے ساتھ تعلق اور نیک برتاؤ، اسلامی اصولوں میں سے ہے۔

● ● ●

بری عادتوں اور خصلتوں سے بچیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا اس میں خیر وشر دونوں رکھ دیئے کچھ لوگوں نے برائی کو اپنے لئے پسند کیا تو برے بن گئے اور جس نے اپنے لئے خیر کو پسند کیا وہ اچھے ہو گئے یہ دنیا تضاد کا مجموعہ ہے یہاں رحمٰن کے بندے بھی ہیں تو شیطان کی اولاد بھی۔ وجہ تخلیق کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں تو ابو جہل وابولہب جیسے متمرد بھی ہیں اس میں آدم جیسا نبی ہے تو ابلیس جیسا لعین بھی ہے۔ یہاں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور شیطان کا بسیرا بھی، ابراہیم جیسا خلیل بھی ہے تو نمرود جیسا مردود بھی ہے۔ موسیٰ جیسا موحد ہے تو فرعون جیسا بد بخت بھی۔ الغرض خیر وشر نیکی وبدی اچھائی اور برائی دونوں ساتھ ساتھ وقت گزار رہی ہیں انسانوں کو اچھے صفات پیدا کرنے کا حکم دیا گیا جب کہ برے انسانوں کی بری صفات کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا برا وہ شخص ہے جو ظلم کرے فساد پھیلائے اور جبار وقہار کو بھول جائے۔ برا وہ شخص ہے جو دین داری کو بھول جائے اور دنیا میں مشغول ہو کر قبر کی ہولناکیوں کو بھول جائے، برا وہ شخص ہے جو فتنہ پرور ہو نافرمانی میں حد سے گزر گیا ہو، برا وہ شخص ہے جو دنیا کو دین کے ذریعہ کمائے، براہ وہ شخص ہے جو لالچی ہو، برا وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشات کا پابند ہو، برا وہ شخص ہے جو دنیا کے حرص میں مبتلا ہو اور یہ چیزیں اسے ذلیل کرے۔ برا وہ شخص ہے جو رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے ان سے بول چال چھوڑ دے دھوکہ بازی خیانت چوری ناحق تہمت لگائے برا وہ شخص ہے جو والدین کی نافرمانی کرے۔

●●●

دوستی کے لائق کون!

دوستی رشتہ داری اور صلہ رحمی کی طرح ایک اٹوٹ رشتہ کہلاتا ہے، بعض دوست دوستی کو رشتہ داروں کی طرح نبھاتے ہیں دوست دو قسم کے ہوتے ہیں ایک دیندار اور دوسرا بے دین۔ آجکل بے دین اور بگڑے ہوئے دوستوں کی بہتات ہے۔ دوستی دو شخصیتوں کے درمیان ایک رابطہ کا نام ہے دوستی میں تکلف کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یعنی دوست کے دونوں ہاتھ ایک ہی مقصد پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

دوستی کی معیار پر پورا اترنے والا اور کٹھن آزمائش میں بھی پکا اور کھرا ثابت ہو ایسے دوست بہت کم ملتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے دوستوں سے اعتدال کے ساتھ محبت کرو ایسا نہ ہو کہ وہ کسی روز تمہارا دشمن بن جائے اور دشمن سے دشمنی میں اعتدال رکھو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارا دوست بن جائے اور پھر تمہیں اپنے رویہ پر ندامت ہو۔

یاد رکھو دنیا کی دوستیاں محبتیں پائیدار نہیں ہوتیں۔ اگر کسی وجہ سے دوستی ٹوٹ گئی تو ایک دوسرے کی شکل دیکھنے اور نام سننے کو تیار نہیں۔ اس لئے نیک لوگوں کو اپنا دوست بنائیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے دن لوگ کہیں گے یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا (سورہ فرقان آیت ۲۸) کاش میں فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ جو دوست کسی معصیت اور گناہ پر جمع ہوں تو قیامت کے دن اس گہرے دوست کی دوستی پر روئیں گے۔ (معارف القرآن)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر انسان (عادۃً) اپنے دوست کے دین اور طریقے پر چلا کرتا ہے اس لئے دوست بنانے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین تمام دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ (بجز اللہ سے ڈرنے والوں کے) اس آیت میں یہ بات کھول کر بتا دی کہ یہ دوستانہ تعلقات جن پر انسان دنیا میں ناز کرتا ہے قیامت کے روز یہ کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ عداوت میں تبدیل ہو جائیں گی اس لئے دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے بہترین دوستی وہ ہے جو اللہ کے لئے ہو۔

اس کائنات میں اگر کوئی سچا دوست ہو سکتا تھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستی کا تعلق جس طرح نبھایا اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی اس کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، اگر میں اس دنیا میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی دوست بنایا نہیں۔ اس لئے کہ اس دنیا میں حقیقی معنی میں دوست بننے کے لائق کوئی نہیں دوستی صرف اللہ تعالیٰ کے مخصوص ہے۔ کیونکہ ایسی دوستی جو انسان کے دل پر قبضہ جما لے جو وہ کہے کرے یہ دوستی اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ زیبا نہیں۔ (از معاشرتی حقوق و فرائض جلد سوم)

حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ یاد رکھو اصل دوستی اور محبت جس کا نام ہے یہ دنیا کی مخلوق میں تو ہے ہی نہیں اصل دوستی اور محبت کے لائق صرف اللہ ہی کی ذات ہے، البتہ دنیا کے اندر جو دوستی ہوگی وہ اللہ کی محبت کے تابع ہوگی، چنانچہ دوست کے کہنے کی وجہ سے گناہ نہیں کیا جائے گا، دوستی کی آڑ میں معصیت اور نافرمانی نہیں ہوگی، مگر ایسا دوست اس دنیا میں تلاش کرنے کے باوجود بھی نہیں ملتا، بہرحال اگر کسی کو دوست بنانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے تابع بنا کر دوست بناؤ اور دوستی ایک حد کے اندر رہے۔

اس لئے دنیا میں جس قدر لوگ ہیں ان میں خوبیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی (از، معاشرتی حقوق و فرائض جلد سوم)

●●●

اچھوں کی صحبت میں رہیں

انسان کی طبیعت پر سب سے زیادہ اثر ماحول اور سوسائٹی کا ہوتا ہے اگر آدمی اچھوں کی صحبت میں رہے گا تو اس کی زندگی بھی اچھی ہوگی، اسلام میں اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے تعلق رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے اور ہر ایسی مجلس سے بچنے کی تلقین کی گئی جس میں شرکت کرنے سے دین کا نقصان لازم آتا ہو۔اگر مسلمان کو اپنا دین محفوظ رکھنا ہو تو اسے سب سے زیادہ اپنے ماحول کے تحفظ پر دھیان دینا ہوگا ہمیشہ اچھے اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی فکر کی جائے اس لئے کہ آدمی کی پہچان اس کے دوستوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں بری صحبت کا سب سے بڑا ذریعہ ٹیلی ویژن اور اسمارٹ فون ہے جس کے ذریعہ آج گھر گھر قومی اور بین الاقوامی بدکاروں سے آشنائی عام ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں برے ساتھیوں سے محفوظ رکھے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کبھی گھر کچے تھے لیکن لوگ سچے تھے، پیسہ کم تھا مگر ایمان کامل تھا، لباس میلے تھے مگر دل صاف تھا، ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی دلوں میں بھائی چارہ تھا، اور آج گھر پکے ہیں مگر لوگ جھوٹے ہیں، پیسے کی فراوانی ہے لیکن ایمان کمزور ہے، ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے لیکن دل میں منافقت اور لباس صاف ستھرے مگر دل میلے کچیلے۔

دین کی بنیاد پر نیک لوگوں کی صحبت قیامت میں بھی کام آئے گی، جو دوستیاں تقویٰ اور دین کی بنیاد پر نہ ہوں قیامت کے دن وہ دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقون۔ (ورہ زخرف:٦٧)

قیامت کے دن اچھے سے اچھے دوست بھی دشمن بن جائیں گے، لیکن متقیوں کا حال ایسا نہ ہوگا۔

●●●

عیب گوئی سے بچیں اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (سورہ ہمزہ آیت:۱)

ہر ایسے شخص کے لئے تباہی و ہلاکت ہے جو لوگوں کے منہ پر ان کے عیوب بتاتا ہے یعنی طعنہ زنی کرنے والا اور جو لوگوں کی عدم موجودگی میں ان کے عیوب بتاتا پھرتا ہے یعنی غیبت کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ستار العیوب ہے اور ہمیں بھی عیب پوشی کا حکم دیا ہے ہم انسانوں کے معاشرے میں رہتے ہیں اور انسان تو ہوتا ہی خطا کا پتلا ہے۔ رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں جہاں دو آدمی جمع ہوئے کہ بس دوسرے کی عیب جوئی اور غیبت شروع۔ شریعت اسلامی نے زندگی گزارنے کے جو اصول بتائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کے عیوب اور نقائص تلاش نہ کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے بچو اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے شخص کے لئے ہلاکت اور تباہی کی وعید ذکر فرمائی ہے جو لوگوں کے عیوب تلاش کرتا ہے اور پھر دوسروں کو بتاتے پھرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی دوسرے کی عیب پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی عیب گوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔ آج ہمارا معاشرہ کی حالت بہت زیادہ قابل رحم ہے ہم اپنے رشتہ داروں عزیز واقاریب کے خفیہ عیوب ٹٹولنے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور جب کوئی بندہ عیب جوئی اور عیب گوئی کے مرض کا شکار ہو جاتا ہے تو اس وقت اپنی اصلاح نہیں کر پاتا اسے چاہئے کہ وہ اپنے عیوب پر نظر رکھے۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرے امتی کا ایسا عیب کسی دوسرے کو بتایا جو اس کے اندر نہیں تو بتانے والا اس وقت تک مرے گا نہیں جب تک وہی عیب اس کے اندر پیدا نہ ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

بہرحال دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو آجکل اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اگر کسی کے بارے میں پتہ چل گیا کہ وہ فلاں کام کرتا ہے تو پیٹ میں بات نہیں رکتی، دوسروں سے کہے بغیر چین نہیں آتا، بلاوجہ دوسروں کے عیب تلاش کرنا اور ان کو پھیلانا گناہ ہے، اور کچھ لوگ عیب گوئی کی عادت کی وجہ سے قیمتی رشتے کھو دیتے ہیں، وہ صرف رشتہ ہی نہیں کھوتے بلکہ وہ اپنی عزت وقدر منزلت بھی کھو دیتے ہیں، جو دوسروں کے عیوب کی تشہیر کرتے ہیں انہیں دنیا و آخرت دونوں میں عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے، میری امت کے لوگوں کو معاف کر دیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو برائیوں کی تشہیر کرتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور اسے افشاء نہ کرے تو اس نے گویا ایک لڑکی کو زندہ درگور ہونے سے بچالیا۔ (الادب المفرد)

اور ایک جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کے بندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، انہیں عار نہ دلاؤ، ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، جو مسلمان بھائی کے عیب کی ٹوہ میں لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو ظاہر کر دے گا، اور اسے اس کے گھر میں ذلیل و خوار کر دے گا۔ (مسند احمد)

● ● ●

پردہ پوشی کی عادت ڈالیں

خوشگوار اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے جو اصول بنائے ہیں ان میں سے ایک پردہ پوشی بھی ہے۔ آپس میں اجتماعی زندگی گزارتے وقت کئی طرح کے امور پیش آتے ہیں بعض ناگوار اور غیر مناسب باتیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں ایسے موقع پر ہمیں اسلام غیر مناسب باتوں کو اچھالنے کے بجائے چھپانے کا درس دیتا ہے آپس میں رہتے ہوئے اگر کسی کا عیب یا گناہ یا غیر اخلاقی کام دیکھ لیں تو اسے جگہ جگہ اچھالنے سے گریز کریں بلکہ اسے چھپالیں۔

دور حاضر میں اہل اسلام نہ تعداد میں کم ہیں نہ ہی دولت میں لیکن بحیثیت قوم عزت و وقار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں باہمی عداوت بغض نفرت حسد جلن جیسے دیمک نے ان کے وجود کو چاٹنا شروع کر دیا ہے نتیجتاً مسلمان اخلاقی اور روحانی اعتبار سے کھوکھلا ہو چکا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ ایسی معاشرت سپرد کی تھی جس میں باہمی محبت انس و مروت اخوت بھائی چارگی خیر خواہی وہمدردی شفقت واحترام عزت وتوقیر اور عظمت و مرتبت موجود تھی آپ کی زبان مبارک نے تمام مسلمانوں کو آپس میں اخوت کے اعزاز سے نوازا۔ روئے زمین پر بسنے والے مسلمان خواہ کسی بھی رنگ ونسل، قبیلے برادری یا علاقے سے تعلق رکھتے ہوں ان کا آپس میں بھائیوں والا تعلق ہونا چاہئے۔ اگر کسی ایک کو دکھ درد رنج والم یا پریشانی پیش آتی ہے تو اس کی تکلیف بھی تم مسلمانوں کو محسوس ہونی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کسی دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی پردہ پوشی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

سچائی کا راستہ اختیار کریں

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرہ کو جن خطوط پر چلنے کا حکم دیا کہ ان میں ایک ''سچائی'' بھی ہے انسانی معاشرہ کا امن وسکون راحت اور چین اور اس کی تعمیر وترقی کی بنیاد سچائی پر ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر سچ بولنے والے مرد وعورت کی فضیلت اور ان کا مقام ومرتبہ بیان کیا ہے جب بھی بولیں سچ بولیں کبھی جھوٹ نہ بولیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کاروبار میں ہو یا رشتہ داری میں جو سچا اور زبان کا پکا ہوتا ہے لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو سچائی اپنانے کی نہ صرف تعلیم دی بلکہ اس کو لازمی قرار دیا اس کے بہت سارے فضائل مذکور ہیں اسے دل کا اطمینان دنیوی واخروی نجات کا ذریعہ اللہ کی خوشنودی کا باعث شرمندگی ندامت پچھتاوے ہلاکت وجہنم سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد ہے

کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ (ترمذی)

آج جھوٹ فیشن بن چکا ہے جو جس قدر جھوٹا اور فراڈ کرنے والا ہوتا ہے لوگ اسے اتنا ہی سمجھدار سمجھتے ہیں معاشرے سے سچائی کی اہمیت کم جب کہ جھوٹ کی زیادہ ہورہی ہے حالانکہ یہ ایسا عمل ہے جس سے پورا معاشرہ بے سکونی اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ جھوٹ کا وبال اس قدر سخت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بات کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (طبرانی)

ان دنوں جھوٹ ہماری زندگی کا جز لاینفک بن چکا ہے اس خطرناک لعنت میں جو بھی مبتلا ہوا وہ کبھی بھی خوش نہیں رہا یوں تو عارضی طور پر کچھ فائدہ ضرور ہوتا ہے لیکن جب جھوٹ کا بھانڈا

پھوٹتا ہے تو جھوٹ کہنے والا کہیں کا نہیں رہتا افسوس کے آج ہماری زندگی جھوٹ کے سہارے چل رہی ہے قدم قدم پر ہم بلا تکلف جھوٹ کہتے ہیں اور مطمئن بھی ہوتے ہیں زندگی کے ہر شعبہ حیات میں جھوٹ کا چلن عام ہے کیا تجارت کیا ملازمت کیا سیاست ہر جگہ جھوٹ کی حکومت چل رہی ہے جھوٹی قسموں سے تجارت کو فروغ دینا جھوٹے اور کھوکھلے وعدوں کے ذریعہ معصوم عوام کا زبردست استحصال کیا جاتا ہے۔ سچ بولنے والوں کی آج کوئی قدر و قیمت نہیں رہی سچ کہنا گویا مصیبتوں کو دعوت دینا ہے لیکن پھر بھی آج اگر یہ دنیا آباد ہے تو محض سچ بولنے والے شریفوں کی نیکیوں کے باعث ہی ہے۔

جھوٹ کو ہر مذہب اور سوسائٹی میں ایک بدترین گناہ قرار دیا ہے، قرآن وحدیث میں جھوٹ کی سخت مذمت کی گئی ہے، زمانہ جاہلیت میں کافر بھی جھوٹ بولتے ہوئے اس قدر ڈرتے تھے کہ سخت دشمنی کے باوجود بھی اپنے دشمن کے بارے میں کوئی بات جھوٹ نہیں کہتے تھے، آج جھوٹ کو کوئی برائی نہیں سمجھا جاتا جھوٹ بولنا فخر اور شان کی بات سمجھا جارہا ہے، جھوٹ بول کر کام نکالنا ایک فن بن گیا ہے۔

> حضرت سفیان بن اُسید حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے بڑی خیانت کیا ہوگی کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹ بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ جانے۔ (مسلم)

یہاں تک کہ بچوں سے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کی ممانعت کر دی گئی ہے، اگر بڑے جھوٹ بولیں گے تو بچے بھی جھوٹ سیکھ جاتے ہیں۔

● ● ●

نرمی اور رحم دلی کا معاملہ کریں

شریعت اسلامیہ نے ناموافق حالات میں نرمی اختیار کرنا ناگوار باتوں میں برداشت ضبط نفس اور غصے کو کنٹرول کرنا سکھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں خطاؤں لغزشوں اور غلطیوں کے باوجود قدرت کاملہ عذاب دینے کی طاقت کے معاف فرمادیتے ہیں تاکہ معاشرہ میں امن امان قائم رہے اور باہمی نفرتیں وعداوتیں محبت میں بدل جائیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں مال ودولت اور سامان عیش عشرت کی بہتات ہے کمی ہے تو صرف انسانی واخلاقی اقدار کی جن کے بغیر معاشرہ میں محبتیں الفتیں اور باہمی خوشیاں نہیں ہوسکتیں۔

رشتے ناتوں میں ہو یا دوست احباب میں رحم دلی کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین مبارکہ بکثرت کتب حدیث میں ہیں حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جن کے دلوں میں انسانیت کے لئے رحم نہیں وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے (طبرانی)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نرمی کرتا کہ تیرے ساتھ بھی نرمی کی جائے۔(مسند احمد)

آج ہمارے دل اپنے رشتہ داروں کے لئے سخت ہو چکے ہیں رحم دلی کا مادہ ختم ہو چکا ہے اپنے عزیز واقاریب کی غم گساری اوران سے ہمدردی باقی نہیں ہے ایسے حالات میں ہمیں چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے دلوں میں ہمدردی خدا ترسی اور غم گساری والے صفات پیدا کریں اس کی وجہ سے ہم بھی اللہ کی رحمت کے مستحق بن سکیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نرمی اور رحم دلی کی نعمت سے مالا مال فرمائے بے رحمی اور سخت دلی سے محفوظ فرمائے

تاکہ ہمارے معاشرہ سے نفرتیں عداوتیں بغض کینہ اور دشمنی ختم ہو آمین۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہؓ نرمی اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرتا ہے تو نرمی کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرمی کرو بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی گھرانے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو نرمی کا دروازہ ان کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جن پر دوزخ کی آگ حرام ہے، وہ لوگوں کے قریب رہنے والے اور نرمی کرنے والے لوگ ہیں۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا (مسلم)

ایک حدیث میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ پچھلی امتوں میں ایک شخص تھا جب وہ کوئی چیز فروخت کرتا تو اس میں نرمی سے کام لیتا اسی طرح جب وہ کوئی چیز خریدتا تب بھی وہ نرمی کا معاملہ کرتا اسی طرح جب دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے کا وقت آتا یا قرض وصول کرتا، تب بھی نرمی کا معاملہ کرتا۔

جب آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چونکہ یہ میرے بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا تھا اس لئے میں اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں اور پھر اس کی مغفرت فرمادی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کو بندوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا اور تنگ دست کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا بہت زیادہ پسندیدہ ہے۔

● ● ●

ایفائے عہد کو لازم پکڑیں

اللہ تعالیٰ نے سماجی و معاشرتی زندگی گزارنے کے جو رہنما اصول دیئے ہیں ان میں ایک ایفائے عہد بھی ہے۔ آج ہمارے معاشرہ میں جو خرابیاں رواج پا رہی ہے ان میں سے ایک بڑی خرابی جس نے معاشرہ کو بے سکونی اور بے اطمینانی کی کیفیت سے دوچار کیا ہوا ہے وہ عہد شکنی ہے لوگ معاہدوں کو اہمیت نہیں دیتے وعدہ خلافی عام معمول بن چکا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں تنازعات اور لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہیں باہمی میل جول اور محبت و الفت کی جگہ رنجشیں کدورتیں عداوتیں جنم لے رہی ہیں۔

> قرآن کریم میں متعدد مقامات پر وعدہ پورا کرنے کی تلقین اور بدعہدی پر سزا و عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایفائے عہد کی اہمیت کے پیش نظر قرآن کریم میں فرمایا گیا۔ وعدہ پورا کرو بے شک وعدہ کو پورا کرنے کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۴)
>
> حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اس کے بارے میں امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا نہیں کرنا۔ (بخاری)

وعدہ کی پاسداری ایسا حکم ہے جو حالت جنگ میں بھی پورا کرنا ضروری ہے لیکن افسوس کا مقام ہے آج لوگ محض معمولی معمولی باتوں پر عہد شکنی کرتے ہیں وعدہ کی تکمیل معاشرہ کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتا ہے یہ آپسی رشتہ کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بغیر کسی عذر

کے وعدہ خلافی اور معاہدے کو توڑ دینا گناہ کبیرہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کے فرائض قبول کئے جائیں گے اور نہ نوافل۔ (بخاری)

آج مسلم معاشرہ میں اور خاص طور پر رشتہ داری میں وعدہ خلافی ایک ناسور بن گیا ہے۔ یہ مرض اس قدر عام ہو چکا ہے کہ عوام تو عوام اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگ بھی اس کے شکار ہیں۔ جوان ہو کے بوڑھا، جاہل ہو کہ عالم، ہر کوئی عہد و پیمان کو نظر انداز کر رہا ہے۔ بغیر کسی عذر کے وعدہ کر کے اس کو پورا نہ کرنا، گویا عملی طور پر جھوٹ بولنا ہے۔

سورہ مائدہ آیت نمبر ۱ میں ارشاد ربانی ہے کہ، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، وعدوں کی پوری پابندی کرو، معلوم ہوا کہ وعدہ کوئی ہوائی کلمہ نہیں ہے جسے کوئی بھی انسان محض اپنی زبان سے ادا کر دے اور اس کو پورا کرنا ضروری نہ سمجھے حالانکہ حالات خواہ کیسے بھی ہوں اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

چنانچہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی بہت بری اور قابل نفرت چیز ہے اور یہ اسلامی اخلاق کے منافی ہے، اس تلخ حقیقت کو رشتہ داروں، عزیزوں اور تمام مسلمانوں کو مان لینا چاہئے کہ ان کا شمار منافقین کے زمرہ میں ہوگا، خواہ وہ لوگ کتنے ہی روزے رکھیں، کتنی ہی نمازیں پڑھیں، اور کتنا ہی دعویٰ کریں کہ وہ مسلمان ہیں اور منافقین تو جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔

● ● ●

معاف کرنے کی عادت ڈالئے

اسلام کے اخلاقی و معاشرتی بنیادی تعلیمات میں معاف کرنا درگذر کرنا اپنے مخالفین کے ساتھ حسن سلوک کرنا بہت نمایاں اور امتیازی عمل ہے شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو اگر کسی سے اختلاف ہوجائے تو ایسے موقع پر ردعمل کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے بلکہ عفوو درگذر کا طریقہ اختیار کیا جائے اچھے اخلاق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیجئے کڑوے بول کا جواب میٹھے بول سے دیجئے۔ اس سے سماج میں نفرتوں کا خاتمہ اور محبتوں کا دور دورہ ہوگا۔ انتقام واشتعال انگیزی کے موقع پر خاموش ہوجانا تحمل اور عفو کے ساتھ صورت حال کا مقابلہ کرنا ہی اصل عقلمندی ہے یہ دنیا ناخوشگوار حالات اور ناپسندیدہ امور ناموافق ماحول ناخوش گوار تجربات سے لبریز ہے اس لئے دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا صبر وضبط سے کام لینا ہی کامیابی ہے۔ اپنے تمام مخالفین حاسدین اور دشنوں کو کھلے دل سے معاف کرنے کی عادت ڈالے اس طرح دنیا میں دوسروں کو معاف کرنے کے صلہ میں آخرت میں اللہ کی طرف سے رحمت کا پروانہ مل کر رہے گا شرط یہ ہے کہ آپ شک وشبہ، شر، شیطان، بدنامی، بدفالی، دوسروں کی تکلیف پر خوش ہونا، غصہ اور انتقام کے جذبہ کو پوری طرح نکال کر باہر کردیں۔

گلشن پرست ہوں، مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کئے جارہا ہوں میں

ہم اپنی زندگی میں آنے والے اس انسان کو یاد کریں جس نے ہمیں بہت دکھ اور تکلیفیں پہنچائی ہیں اور ہم اسے کبھی معاف نہ کرنا چاہتے ہوں اللہ کے لئے یہ سوچ کر معاف کردیں کہ معاف کرنے والا اپنے رب سے قریب ہوتا ہے، اگر آپ کو لگے کہ معاف کرنا آسان نہیں تو اپنے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سونچیں کہ نبی نے کیسے کیسے لوگوں کو معاف کر دیا۔ اے اللہ میں تیری رضا کی خاطر معاف کرتا ہوں اپنے دل کے بوجھ کو اپنے رب کے حوالے کر دیں اللہ دلوں کو سکون بھی عطا کرے گا اور آخرت میں اجر بھی دے گا۔ ہم اپنے ماں باپ بہن بھائی شوہر بیوی پڑوسی اور دوست کو جو کہ ناراض ہیں یا ہم سے ناراض ہو سکتے ہیں ہم سب سے پہلے ان سے معافی مانگیں اور جن کی ہم نے دل آزاری کی ہے۔

آج ہمارے معاشرہ کو بدلہ، زیادتی اور انتقامی جذبات کی آگ نے ہر طرف سے جھلسا رکھا ہے، ہر طرف اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، ہر شخص سیر کے مقابلہ میں ڈیڑھ سیر بننے کو تلا ہوا ہے، بھائی بھائی کو ذلیل کرنے پر تلا ہوا ہے، بہن بھائی کو ذلیل کرنے پر تلی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری اجتماعی طاقت کا شیرازہ بکھر کر پارہ پارہ ہو چکا ہے۔ باہمی نفرت عداوت لڑائی جھگڑے اور خونی رشتہ داروں سے انتقامی کاروائیوں نے ہماری ہیبت و جلال و دبدبے کو سلب کر لیا ہے، ہمارے آپسی انتشار کی وجہ سے ہماری ہوا اکھڑ گئی ہے، ہم بنا سوچے سمجھے کتنے آرام سے رشتوں سے دستبردار ہو جاتے ہیں، کون کس مصیبت و اذیت سے گزر رہا ہے کبھی سوچنے کی کی کوشش ہی نہیں کی۔

آیئے ہم عزم کریں کہ ہم سب ایسی زندگی گزاریں گے جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہو اور آئندہ اس یقین کے ساتھ لوگوں کے غلطیاں خاص طور پر اپنے رشتہ داروں کی غلطیاں اور زیادتی و جرائم کو معاف کریں گے کہ کل اللہ قیامت کے دن اللہ عفو و درگذر کا معاملہ کرتے ہوئے ہماری غلطیاں اور جرائم معاف کر دے گا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں تم اپنی ہزار غلطیوں کے باوجود اپنے آپ سے محبت کرتے ہو لیکن دوسروں کی ایک غلطی کی وجہ سے ان سے نفرت کیوں کرنے لگ جاتے ہو یا تو خود غلطیاں کرنا چھوڑ دو یا دوسروں کو معاف کرنا سیکھ لو۔

کسی عارف باللہ کا قول ہے کہ رشتوں کی خوبصورتی ایک دوسرے کو برداشت کرنے میں ہے بے عیب انسان تلاش کرو گے تو اکیلے رہ جاؤ گے۔

معافی مانگنے سے عزت کم نہیں ہوتی

اگر کسی رشتہ دار سے رنجش ہے آنا جانا بند ہے قطع تعلق کر رکھا ہے تو اس کے پاس چلے جائیں یا فون کرلیں یا فیکس کرلیں اگر یہ بحث کرنا چاہو کہ غلطی کس کی تھی تو یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔ آسان راستہ یہ ہے کہ آپ یوں کہیں کہ دیکھو بھائی ہمارے اور تمہارے تعلقات خراب رہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں معلوم ہوئیں اپنے آپ کو آگ سے بچانے کے لئے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں مجھ سے جو غلطی ہوئی ہو وہ معاف کردو اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو وہ میں نے معاف کردی۔ میں نے اللہ کے لئے معاف کیا تم بھی اللہ کے لئے معاف کردو تاکہ میری بھی بخشش ہوجائے اور آپ کی بھی بخشش ہوجائے۔

آج ہم ایک دوسرے کی ہزاروں بار دل آزاری کرتے ہیں مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ بھائی معاف کردو یہ سچ ہے کہ ہم آئے دن لوگوں کے جذبات کو چھلنی کردیتے ہیں مگر ہم معذرت کے الفاظ تک زبان سے ادا نہیں کرتے اور معاف کردیجئے جیسے الفاظ کہتے بھی ہمیں شرم آتی ہے۔

یاد رکھئے معافی مانگنے سے عزت خراب نہیں ہوگی بلکہ عزت بڑھے گی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے۔ (مسند احمد)

اس لئے اگر آپ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنے رشتہ داروں سے معافی مانگیں گے تو اس سے ان شاء اللہ آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا اور اگر زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو ان سات باتوں پر عمل کرو۔

(۱) معاف کرو جس نے بھی آپ کا دل دکھایا معاف کردو،

(۲) بھولنا سیکھو ہر بات یاد رکھنا ضروری نہیں،

(۳) تقسیم کرو اللہ نے آپ کو علم دیا دولت دی تقسیم کرو ان شاء اللہ بڑھ جائے گا،

(۴) اللہ کا ذکر ہمیشہ کرتے رہو،

(۵) ہمیشہ سیکھتے رہو جو آپ کو نہیں آتا،

(۶) رشتے نبھانا سیکھو توڑنا نہیں،

(۷) جس حال میں ہو اللہ کا شکر ادا کرو ہم سب مسافر ہیں اور سامان سفر نہایت ہی کم ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں کو معاف کرنا سیکھو تمہیں طاقت، عزت اور سرداری تینوں چیزیں مل جائیں گے۔ انتقام ایک ایسا جذبہ ہے جو قوم کی تعمیر میں مدد دینے کے بجائے اسے بردباری کی طرف لے جاتا ہے جب کہ معاف کر دینے کا جذبہ قوم کی تعمیر میں مدد دیتا ہے، کمزور شخصیت کے لوگ معاف کرنے میں تاخیر سے کام لیتے ہیں، جب کہ مضبوط کردار کے لوگ معاف کرنے میں دیر نہیں کرتے، معاف کرنے کا مطلب دوسرے کو گلے لگا کے اس سے دوستی کرنا نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک عہد کرنا ہوتا ہے کہ جو اس نے مجھے اذیت دی وہ میں نے نہیں دینی ہے، جو تکلیف مجھے پہنچی وہ میری ذات سے کسی اور کو نہ پہنچے ایسا ذوق رکھنے والوں کو دنیا میں طاقت بھی ملتی ہے عزت بھی اور سرداری بھی۔

دوسری طرف ہم عبادت کر کے اللہ سے مغفرت چاہتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے یہ کہیں کہ اے اللہ اس دنیا میں جتنے لوگ رہتے ہیں میں نے ان سب کو معاف کیا آج سے میرا کسی سے جھگڑا نہیں کسی سے لڑائی نہیں میرے دل میں بغض نہیں کسی کے بارے میں میرے دل میں کینہ نہیں تیری مخلوق جتنی بھی میرے ساتھ رہ رہی ہے میں نے ان سب کو معاف کیا لہٰذا اب میں تجھ سے گذارش کرتا ہوں کہ اب تو مجھے معاف کر دے۔ شکوہ شکایت دکھ درد تکلیف حسد، بغض، نفرت، منافقت سب رہنے دیجئے، دنیا فانی ہے رب کو راضی کیجئے دعا دیجئے دعا ہی لیجئے۔

●●●

اپنے بڑوں کا احترام کریں

ہمیں دین اسلام نے ادب سکھایا ہے احترام سکھایا ہے اپنے بڑوں کو عزت دیں عالم کو علم کی وجہ سے بزرگ کو عمر کی وجہ سے اور حکمران کو عہدہ کی وجہ سے عزت دیں بے ادبی سے بچیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ہمارے بڑوں کا اکرام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

کیونکہ بے ادب انسان اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے لہٰذا بے ادبوں کی صحبت سے بچنا چاہئے کوئی شخص خواہ کتنا ہی عقل مند ہو لیکن اگر کسی بے ادب کے پاس رہتا ہے تو اس کے اندر بھی بے ادبی کے جراثیم پیدا ہو جائیں گے اس لئے جو اپنے بڑوں پر اعتراضات کرتے ہوں بے ادب ہوں ایسے لوگوں کی صحبت سے بھی بچنا چاہئے۔

پہلے کے لوگ اپنے بڑوں کا کس طرح اور کس قدر ادب کرتے تھے وہ ان واقعات سے آپ جان جائیں گے۔ ایک ڈاکٹر صاحب تھے وہ چھٹی پر لکھتے کہ اس مریض سے پیسے نہیں لینا ہے اور جب کبھی مریض پوچھتا ڈاکٹر صاحب آپ نے پیسے کیوں نہیں لئے تو وہ کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس کا نام ابوبکرؓ ہو، عثمانؓ ہو، عمرؓ ہو، علیؓ ہو، یا خدیجہؓ، عائشہؓ، فاطمہؓ ہو تو میں ان سے پیسے لوں، ساری عمر انہوں نے خلفائے راشدین، امہات المومنین و بنات رسول کریم ﷺ کے ہم نام جیسے مریضوں سے پیسے نہیں لئے یہ ان کی محبت اور ادب کا عجیب انداز تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ نہر پر وضو فرما رہے تھے کہ ان کا شاگرد بھی وضو کرنے آ پہنچا لیکن فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا اور امام صاحب سے آگے جا کر بیٹھ گیا پوچھنے پر کہا کہ دل میں خیال آیا میری طرف سے

پانی بہہ کر آپ کی طرف آ رہا ہے مجھے شرم آئی کہ استاذ میرے مستعمل پانی سے وضو کریں۔

مجدد الف ثانیؒ رات کو سوتے وقت یہ احتیاط بھی کرتے کہ پاؤں استاذ کی گھر کی طرف نہ ہو ادب کا یہ انداز اسلامی تہذیب کا طرہ امتیاز ہے۔ اسلام جہاں جہاں بھی گیا وہاں ادب کو یہی اہمیت حاصل تھی کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سب کو یاد تھا کہ جو بڑوں کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹوں سے پیار نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا لوگ ماں باپ کے آگے بیٹھنا ان کے آگے چلنا ان سے اونچا بولنا برا سمجھتے تھے ان کے حکم پر عمل کرنا اپنے لئے فخر جانتے تھے۔ اسلامی معاشروں میں یہ بات مشہور بھی تھی کہ جو چاہتا ہے کہ اللہ اس کے رزق میں اضافہ کرے وہ والدین کے ادب کا حق ادا کرے اور جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کے علم میں اضافہ کرے تو وہ استاذ کا ادب کرے۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بڑی مشقت سے پیسہ اکٹھا کر کے پلاٹ لیا تو والد صاحب نے کہا کہ بیٹا تمہارا فلاں بھائی کمزور ہے اگر یہ پلاٹ تم اسے دیدو تو میں تمہیں دعائیں دوں گا حالانکہ وہ بھائی والدین کا نافرمان تھا، عقل نے تو بڑا سمجھایا کہ یہ کام کرنا حماقت ہے، مگر میں نے والد صاحب کے کہنے پر وہ پلاٹ بھائی کو دیدیا، کہتے ہیں کہ والد صاحب بہت خوش ہوئے اور انہیں کی دعا کا صدقہ ہے آج میرے کئی مکانات اور پلاٹ ہیں، جب کہ بھائی کا صرف اسی پلاٹ پر ایک مکان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی جب کسی سے حدیث حاصل کرنے جاتے تو اس کے دروازہ پر بیٹھ جاتے اس کا دروازہ کھٹکانہ بھی ادب کے خلاف سمجھتے، جب وہ صحابی خود ہی کسی کام سے باہر نکلتے تو ان سے حدیث پوچھتے اور اس دوران سخت گرمی میں پسینہ بہتا رہتا، لو چلتی رہتی اور یہ برداشت کرتے تھے، وہ صحابی شرمندہ ہوتے اور کہتے کہ آپ تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں آپ نے مجھے بلالیا ہوتا یہ کہتے کہ شاگرد بن کے آیا ہوں، والدین کی طرح استاذ کا ادب بھی اسلامی معاشروں کی طرح ایک امتیازی خصوصیت تھی اور اس کا تسلسل بھی صحابہ کے زمانے سے چلا

آرہا تھا اور باقی رشتوں کی بارے میں بھی ایسی ہی احتیاط کی جاتی تھی وہاں چھوٹا چھوٹا تھا اور بڑا بڑا۔ چھوٹا عمر بڑھنے کے ساتھ بڑ نہیں بن جاتا بلکہ چھوٹا ہی رہتا۔

ابن عمرؓ جارہے تھے کہ ایک بدو کو دیکھا سواری سے اترے بڑے ادب سے پیش آئے اوراس کو بہت سا ہدیہ دیا کسی نے کہا کہ یہ بدو ہے تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا، آپ نے اسے اتنا عطا کر دیا، فرمایا کہ یہ میرے والد صاحب کے پاس آیا کرتا تھا مجھے شرم آئی کہ میں اس کا احترام نہ کروں۔

اسلامی تہذیب کمزور ہوئی تو بہت سی باتوں کی طرح حفظ مراتب کی یہ قدر بھی کھو بیٹھی اب برابری کا ڈھنڈورا پیٹا گیا، بچے ماں باپ کے برابر کھڑے ہو گئے، اور شاگرد استاذ کے برابر جس سے وہ ساری خرابیاں اندر آئیں جو مغربی تہذیب میں موجود ہیں، اسلام اس مساوات کا ہرگز قائل نہیں کہ جس میں ابوبکرؓ و ابوجہل برابر ہوں۔ ابوبکرؓ ابوبکرؓ رہیں گے اور ابوجہل ابوجہل، اسی طرح استاذ استاذ رہے گا، شاگرد شاگرد۔ والد والد رہے گا اور بیٹا بیٹا، سب کا اپنا اپنا مقام اور اپنی اپنی جگہ ہے، ان کو ان کے مقام پر رکھنا ان کے لحاظ سے ادب و احترام کرنا ہی تہذیب ہے۔

خاص طور پر جس کے بال سفید ہو گئے ہوں ان کی عزت و احترام کی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ اللہ کی تعظیم کا ایک حصہ ہے کہ کسی سفید بال والے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ (ابوداؤد)

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے لوگ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کی بڑی عمر میں اس کی عزت کریں۔ (ترمذی)

● ● ●

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ نے ہمسایہ کا بڑا درجہ بتلایا ہے ابتداء ہی سے انسان مل جل کر آبادیوں کی صورت میں رہنے کا عادی ہے اس لئے شہر ہو یا گاؤں گلیوں اور محلوں میں ایک دوسرے کے قریب رہنے والوں کو ہمسایہ (پڑوسی) کہا جاتا ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیا ہے کہ وہ جہاں بھی رہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں دکھ سکھ کی صورت میں اپنے گردونواح میں رہنے والوں کی مدد کریں تاکہ مسلمان آپس میں ہمہ گیر برادری کی طرح رہیں مسلمانوں کو ہر حال میں آپس میں ہمدردی اخوت اور محبت کے جذبے سے رہنا چاہئے۔ قریب رہنے والوں میں نسبتاً پیار و الفت اور ہمدردی ہوگی اتنی ہی زیادہ خوشگوار زندگی گزرے گی اس لئے ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی پر بڑا زور دیا گیا ہے تاکہ ہمسایوں کی زندگی پرامن گزرے۔

ایک ہی سفر کے مسافر ایک ہی مدرسہ کے طالب علم ایک ہی کارخانے کے ملازم ایک ہی استاد کے شاگرد ایک ہی دفتر میں کام کرنے والے درحقیقت ہمسایوں کی طرح ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں بے شمار ارشادات ہیں جن میں مختلف انداز میں حسن سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی سے مطمئن یا خوش نہیں ہے۔ پڑوسی کے حقوق تو رہے دور خود اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں کے ساتھ ہمارا سلوک اور رویہ کیسا ہے۔ اپنوں کے ساتھ دھوکہ فریب جعل سازی سودخوری جھوٹ کہنے سے ذرا بھی نہیں جھجکتے قرض لینا اور ڈبونا فیشن بن گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لایدخل الجنۃ

من لا یومن جارہ بدائقہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے پڑوسی اس کے تکلیفوں سے محفوظ نہ رہیں (مسلم)۔

ہم کسی معاشرہ میں رہتے ہوں، کسی محلہ میں رہتے ہوں، کسی علاقہ میں رہتے ہوں، ہمارا سب سے زیادہ واسطہ جو پڑتا ہے وہ قریبی رشتہ داروں سے، ماں باپ سے، بیوی بچوں سے پڑتا ہے ان قریبی رشتہ داروں کے علاوہ سب سے زیادہ ہمیں جن لوگوں سے پالا پڑتا ہے وہ ہمارے پڑوسی ہیں اس لئے شریعت اسلام نے بہت زیادہ حقوق پڑوسیوں کے بیان فرمائے۔

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماز الجبریل یوضی بالجار جبرئیل مجھے پڑوسیوں کے بارے میں اتنی زیادہ تاکید کرتے رہے مجھے ایسا لگا کہ پڑوسیوں کو رشتہ داروں کی طرح وارث بنادیا جائے گا، اس لئے ایک مسلمان ہونے کے ناطے پڑوسیوں کے جو حقوق ہیں وہ سمجھنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑوسیوں کے بارے میں بہت ساری ہدایتیں دیں ہیں کہ ہمارے کسی بھی عمل سے پڑوسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار قسم کھائی واللہ لا یومن لا یومن خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں، خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں، خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا کون یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہیں، وہ شخص اللہ کی قسم مسلمان نہیں۔

ہم اپنے معاشرہ پر غور کریں اپنے رویوں پر غور کریں کہ ہمارا اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کیسا رویہ ہے کتنا دکھ دیتے ہیں، کتنی تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور ہم اپنے پڑوسیوں سے اتنے غافل ہیں ہمارے اپنے پڑوس میں، ہماری اپنی بلڈنگ میں، اپنے اپارٹمنٹ میں رہنے والے لوگ کون ہیں ان کے گھر کے حالات کیا ہیں، کسی چیز سے کوئی واقفیت نہیں رکھتے۔ آٹھ آٹھ دس دس سال سے ایک اپارٹمنٹ میں رہ رہے ہیں مگر ایک دوسرے سے ملاقات نہیں پڑوسیوں سے ایسی بے خبری اللہ کی پناہ۔

پڑوسیوں کے دس بنیادی حقوق

حضرت عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں پڑوسیوں کے حق کا پتہ ہے پھر خود ہی ارشاد فرمایا۔

(۱) پڑوسیوں کا پہلا بنیادی حق یہ ہے کہ جب وہ آپ سے جانی یا مالی مدد مانگیں تو اپنی استطاعت اور اس کی ضرورت دونوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی مدد کریں۔

(۲) پڑوسیوں کا دوسرا بنیادی حق یہ ہے کہ اگر ضرورت کے پیش نظر وہ قرض مانگیں تو انہیں قرض دیا جائے۔

(۳) پڑوسیوں کا تیسرا بنیادی حق یہ ہے کہ جب وہ فقر اور محتاجی کی حالت کو پہنچ جائے پھر وہ مدد نہ بھی مانگے اور قرض نہ بھی مانگے تب بھی اپنی حیثیت کے پیش نظر اس کے فقر و تنگدستی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) پڑوسیوں کا چوتھا بنیادی حق یہ ہیکہ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اسکی عیادت اور بیمار پرسی کی جائے۔

(۵) پڑوسیوں کا پانچواں بنیادی حق یہ ہے کہ جب اس کے پاس کوئی خوشی کا موقع آئے تو اس میں شرکت کی جائے۔

(۶) پڑوسیوں کا چھٹا بنیادی حق یہ ہے کہ جب ان کے ہاں کوئی غمی کا موقع آئے تو ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کی جائے۔

(۷) پڑوسیوں کا ساتواں بنیادی حق یہ ہے کہ جب ان کے ہاں کوئی فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شرکت کی جائے۔

(۸) پڑوسیوں کا آٹھواں بنیادی حق یہ ہے کہ گھر کی دیوار اس کی اجازت کے بغیر اتنی

اونچی نہ کی جائے کہ اس کے گھر کی ہوا رک جائے۔

(۹) پڑوسیوں کا نواں بنیادی حق یہ ہے کہ گھر میں کھانا تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کھانوں کی تیاری کی وقت پیدا ہونے والی خوشبو سے پڑوسی کو تکلیف نہ دی جائے ہاں اگر اخلاقی طور پر کچھ کھانا بھیج دیا جائے تو تب تو ٹھیک ہے۔

(۱۰) پڑوسیوں کا دسواں بنیادی حق یہ ہے کہ اگر آپ اپنے لئے پھل وغیرہ خریدیں تو ان میں سے کچھ پڑوسیوں کو بھی ہدیے کے طور پر بھیج دیں اور اپنے بچوں کو پھل دے کر باہر نہ بھیجیں کیونکہ اس کی وجہ سے پڑوسیوں اور ان کے بچوں کو رنج وملال اور غربت کا احساس ہوگا۔(بیہقی)

پڑوسیوں کو تکلف دینے کا انجام

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑوسیوں کو تکلیف دینے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔(صحیح مسلم)

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پڑوسیوں کے اتنے حقوق ہیں تو خود اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کے کتنے حقوق ہوں گے جب پڑوسیوں کو تکلیف دینا ان کا دل دکھانا جائز نہیں تو خود اپنے گھر والوں سے اور اپنے رشتہ داروں سے بول چال چھوڑ دینا کتنا بڑا ظلم ہوگا۔

ہمسایوں سے حسب ضرورت چیزیں مانگی جاسکتی ہیں۔

ایک عورت نے ہمسایوں کے دروازے پر دستک دی اور ان سے نمک مانگ لیا اس کا بیٹا یہ منظر دیکھ رہا تھا کہنے لگا امی جی ابھی کل ہی تو میں نمک بازار سے لے آیا تھا پھر یہ ہمسایوں سے مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔

ماں جی کہنے لگی بیٹا ہمارے ہمسائے غریب ہیں وہ وقتاً فوقتاً ہم سے کچھ نہ کچھ مانگتے رہتے ہیں، مجھے معلوم ہے کہ ہمارے کچن میں نمک موجود ہے، لیکن میں نے ان سے نمک صرف اس لئے مانگ لیا تاکہ وہ ہم سے کچھ مانگتے ہوئے ہچکچاہٹ اور شرمندگی محسوس نہ کریں بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ ہمسایوں سے حسب ضرورت چیزیں مانگی جاسکتی ہیں یہ ہمسایوں کے حقوق میں سے ہے۔●

قرض کا وبال اور نیت کا فتور

رشتہ داروں سے ہم قرض تو لیتے ہیں، شریعت نے قرض لینے کی اجازت دی ہے اور اس کے لئے چند اصول بھی مرتب کئے ہیں، تا کہ معاشرہ میں جھگڑے اور اختلاف رونما نہ ہوں عموماً قرض کے لین دین میں شرعی اصول کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کے نتیجہ میں نا اتفاقی اور بدگمانی کا بازار گرم ہوجاتا ہے عام طور پر قرض لیتے وقت نیت میں فتور پیدا ہوجاتا ہے قرض ادائیگی کی کوشش کرنے کے بجائے ادائیگی سے پہلوتہی کرنے لگتا ہے۔

خاص طور پر آج کل قرض دینے والوں کا برا حال ہے۔آج مسلمان قرض دینے سے گھبراتا ہے اس لئے کہ جو لیتا ہے وہ دینے کا نام نہیں لیتا، آج کل سب سے بڑا گناہ کسی کو ادھار قرض دینا ہے اور اس سے بھی بڑا گناہ دیئے ہوئے پیسے واپس مانگنا ہے۔فوراً دشمنیاں شروع ہوجاتی ہیں گو یا ادھار دینا خود کو ذلیل کرنا ہے کسی کی ضمانت یا ذمہ داری لینا خود کو شرمندہ کرنا ہے اور کسی پر اندھا اعتبار کرنا خود کو دھوکہ دینا ہے، اس لئے کسی کو ادھار اتنا ہی دیں جتنا آپ بھول سکیں، برداشت کرسکیں، جتنا صبر کرسکیں کیونکہ سارے رشتہ ناطے دوستی ادھار دیئے ہوئے پیسے واپس مانگنے پر شروع ہوجاتے ہیں لوگ پیسوں کے لئے کا پاس نہیں رکھتے۔ بوقت ضرورت قرض لینا کوئی عیب کی بات نہیں ہے ہاں قرض لے کر واپس نہ کرنا نا قابل معافی جرم ہے۔قرض کے معنی ہیں کاٹنا اور مقروض قینچی کو کہتے ہیں جو قرض وقت پر ادا نہیں کرتے وہ مانگنے پر رشتہ داری توڑ دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگا کرتے تھے قرض کی ادائیگی نہ صرف ضروری ہے بلکہ قرض نہ ادا کرنے کا آخرت میں سخت وبال کا باعث ہوگا۔ ایک حدیث میں ’’اعظم الذنوب‘‘ یعنی بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا اور اسے دخول جنت سے مانع قرار دیا گیا

اگر کسی کا انتقال قرض کی حالت میں ہو جائے تو موت کی وجہ سے اس کا قرض ساقط نہیں ہو جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کی نیکیوں سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شہید کا ہر گناہ بخش دیا جائے گا سوائے قرض کے۔ (صحیح مسلم)

قرض لینے والے قرض کی ادائیگی سے ہرگز غافل نہ ہوں، وقت پر ادا کرنے کی انتھک کوشش کریں۔ خوش اسلوبی سے قرض ادا کیا جائے اور قرض دینے والے کے لئے دعا کی جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں ہر قسم کے لوگوں کے جنازے آتے تھے مگر کبھی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں پوچھتے کہ یہ جنازہ کس کا ہے البتہ یہ بات ضرور پوچھتے تھے کہ کیا اس پر قرض ہے، لوگ کہتے ہاں یہ قرض دار تھا تو اللہ کے رسول فرماتے اس کی جنازے کی نماز تم پڑھالو میں نہیں پڑھاتا، اگر کوئی اس کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا تو اللہ کے نبی آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔

شریعت اسلامی میں قرض لینے کی اجازت ناگزیر انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دی گئی ہے، یہ سہارا شدید ضرورت عزت و آبرو بچانے کی خاطر تلاش کرنا چاہئے ورنہ عام حالات میں یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے، اگر کوئی شخص عیش کوشی یا مصنوعی معیار زندگی بنانے کے لئے قرض لیتا ہے تو ایسا قرض شریعت اسلامیہ میں مذموم ہے۔ اسلام کسی مومن کو ذلت میں مبتلا کرنا پسند نہیں کرتا۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو نصیحت فرما رہے تھے اس میں یہ بھی فرمایا کہ قرض کم لیا کرو آزاد ہو کر زندہ رہو گے، اور ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ قرض ادا کرنے میں جلدی کرو اور تمہارا قرض کسی پر ہے تو اصول کرنے میں سختی نہ کرو، تنگدست ہے تو مہلت دیا کرو یا پورا قرض معاف کردو۔

●●●

ایک مقدس رشتہ

شادی ایک مقدس رشتہ ہے جو ایک بار جڑ جاتا ہے اسے کوئی توڑ نہیں سکتا، شادی یہ وہ بندھن ہے جس کو پیار و محبت صبر و تحمل سے سینچا جاتا ہے، یوں تو خاندان بہت سارے رشتوں سے مل کر تشکیل پاتا ہے مگر خاندان کا مرکزی رشتہ شوہر اور بیوی کا ہوتا ہے جب یہ رشتہ قائم ہوتا ہے کہ دو خاندانوں کے بیچ قربت پڑ جاتی ہے اگر خدانخواستہ یہ رشتہ ٹوٹتا ہے تو اس کے ساتھ بہت سارے رشتہ بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔

آج تقریباً خاندان مختلف خطرات سے دوچار ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر شوہر اور بیوی کے بیچ تناؤ کی وجہ سے خاندان بیزاری کا ماحول بنتا جارہا ہے، پولیس اسٹیشن سے لے کر عدالت تک طلاق وخلع کے کیس کی بھرمار ہے ایک سروے کے مطابق روزانہ تیس تا پینتیس طلاق وخلع کے واقعات درج ہوتے ہیں۔ شادی کے بعد اکثر لڑکیوں کو تعلیم کا غرور نوکری کے گھمنڈ کی وجہ سے یا پھر تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ لڑکیاں سسرال میں رہنا پسند نہیں کرتیں ہائیر ایجوکیشن لینے کے باوجود آج کے جنریشن میں قوت برداشت نہیں ہے بعض مرتبہ ناکام شادی کے وجوہات میں مسلک یا مذہب کی بیماریاں غیر کفو میں شادی کرنا سابقہ محبتیں بھی شامل ہیں۔

آئے دن ایسی خبریں سنتے ہیں پچھلے دنوں ایک خبر سنی کے لڑکا اور لڑکی چار پانچ سال سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے شادی ہوئی تو وہ چار مہینے بھی ایک دوسرے کے ساتھ گذار نہیں پائے معشوقہ بن کر تو پانچ سال گذارے بیوی بن کر پانچ مہینے بھی نہ گذار سکیں نوبت الگ ہونے کی آگئی ان معاملوں میں اکثر کوئی پختہ وجہ نہیں ہوتی بلکہ چھوٹی چھوٹی وجوہات پر رشتہ ٹوٹنے کی ڈگر پر آجاتا ہے۔ اس طرح ایک عورت سے گھر جہنم بھی بنتا ہے اور جنت بھی بن جاتا ہے۔ یہ عورت پر منحصر ہے کہ وہ اپنے گھر کو کیا بنانا چاہتی ہے۔

خوش حال زندگی کا راز

ایک بوڑھی خاتون نے جو اپنے شوہر کے ساتھ پچاس سال کا عرصہ پرسکون طریقہ سے گذارا۔خاتون سے پوچھا گیا کہ اس پرسکون زندگی کا راز کیا ہے، بوڑھی خاتون نے جواب دیا پرسکون شادی شدہ زندگی کا دارومدار اللہ کی توفیق کے بعد عورت کے ہاتھ میں ہے، چاہے جنت بنالے چاہے جہنم بنالے،خوشحال شادی شدہ زندگی کا راز نہ مال ہے اور نہ اولاد اور نہ خوبصورتی میں ہے۔انٹرویو لینے والی خاتون صحافی کو بہت حیرت ہوئی اس نے پوچھا آخر اس خوشحال زندگی کا راز کیا ہے؟بوڑھی خاتون نے جواب دیا جب میرا شوہر انتہائی غصہ میں ہوتا ہے تو میں خاموشی کا سہارا لے لیتی ہوں اور جب تک وہ پرسکون نہ ہو جائے اس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتی، پھر میں کمرہ سے نکل جاتی ہوں اور اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو جاتی ہوں، میں شوہر سے بول چال بند نہیں کرتی اس بری عادت سے ہمیشہ بچنا چاہئے، یہ دودھاری ہتیار ہے جب آپ ایک ہفتہ تک شوہر سے بات نہیں کریں گی تو شوہر اس کیفیت کے عادی ہو جائیں گے اور پھر یہ بڑھتے بڑھتے خطرناک قسم کی نفرت کی شکل اختیار کرلے گی، بوڑھی خاتون نے کہا کچھ دیر بعد شوہر کے پاس ایک گلاس جوس یا ایک کپ کافی کا لے جاتی ہوں اور محبت سے کہتی ہوں پی لیجئے۔پھر میں اس سے نارمل انداز میں بات کرنے لگتی ہوں پھر شوہر کو احساس ہوتا ہے وہ اپنی سخت کلامی پر معذرت ظاہر کرتا ہے،خاتون نے کہا کہ میری عزت اس وقت ہے جب میرا شوہر مجھ سے راضی ہو دوسری بات یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان عزت نفس نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی جب مرد عورت ایک دوسرے کے لباس ہیں تو پھر کیسی عزت نفس۔

ایک بدوی عرب نے اپنی بیٹی کو شادی کے دن جو نصیحت کی وہ تمام خواتین کے لئے مشعل راہ ہے، بیٹی اس کی لونڈی بن جاؤ تو تمہارا شوہر بہت جلد تمہارا غلام بن جائے گا، مرد مہربان فیاض اور ہمدرد ہوتے ہیں،لیکن ایک زبان دراز بے وقوف عورت انہیں دشمن بنا دیتی ہے،عورت چاہے تو اپنائیت اور محبت سے گھر کو جنت بنالے۔ ●

والدین سب سے بڑا رشتہ

کچھ رشتے جب پاس ہوتے ہیں تو اتنے اہم نہیں لگتے مگر جب چلے جاتے ہیں تو اتنا بڑا خلا چھوڑ جاتے ہیں کہ کئی انسان مل کر بھی اس خلا کو پر نہیں کر سکتے، ان میں سے ایک رشتہ والدین کا ہے جب یہ چلے جاتے ہیں تو انسان کی دنیا ویران ہو جاتی ہے۔

والدین، یہ عجیب رشتہ ہے جو لڑکا اور لڑکی کی شادی کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جس دن یہ ماں باپ بن جاتے ہیں، اپنے لئے کم جیتے ہیں اور بچوں کے لئے زیادہ۔ ماں جب اپنے بچے کو نو ماہ پیٹ میں رکھتی ہے تو باپ لا پرواہ نہیں ہوتا، بلکہ ایک ایک لمحہ اس پر بھاری ہوتا ہے کیونکہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور جب اللہ انہیں اولاد سے نوازتا ہے تو ماں اور باپ کا سارا دھیان بچے کی طرف ہوتا ہے، اپنی ضروریات اپنی خوشیاں سب بچے کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہیں۔

باپ بننے کے بعد باپ وہ اپنی خوشی کا نہیں سوچتا بلکہ بیوی اور بچے کی پسند ان کی ضرورت کی مطابق زندگی گزارتا ہے اپنے کھانے کی فکر کم ہوتی ہے بیوی اور بچے کی فکر زیادہ، خود کو ایک مزدور کی طرح تھکاتا ہے تو گھر جا کر بیوی کی ایک مسکراہٹ اور بچے کا چہرہ دیکھ کر ساری تھکان دور ہو جاتی ہے نہ جانے وہ قوت کہاں سے آجاتی ہے، باپ بننے کے بعد پہاڑ جیسی تکلیف اور سمندر جتنا آنسو سب جذب کر لیتا ہے، یقین جانئے ماں یا باپ کسی ایک کے بغیر زندگی بہت تکلیف دہ ہے۔

جب تک باپ زندہ ہے ایک کانٹا بھی چبھنے نہیں دیتا اور جب تک ماں زندہ ہے کسی دوسرے کی محبت کی ضرورت نہیں پڑے گی، ماں اگر محبت کا دریا ہے تو باپ وہ آسمان ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔

آج انٹرنیٹ، موبائل اور سوشل میڈیا نے نوجوانوں کی زندگی کو اتنا مصروف بنا دیا کہ ان

کے پاس اپنے والدین کے لئے وقت ہی نہیں رہا آج ہم فیس ٹو فیس بات کرنا پسند نہیں کرتے یہ بات درست ہے کہ ٹکنالوجی نے دنیا بھر کے لوگوں کو قریب کر رہا ہے لیکن ہمیں اپنوں سے دور کر رہا ہے ان ہاتھوں کو بھول کر اپنی دنیا میں مگن نہ ہو جائے جن ہاتھوں کو تھام کر آپ دنیا کمانے کے قابل ہوئے۔

جو ماں باپ اپنا خون پسینہ ایک کر کے ڈگریاں دلائیں آج وہ اپنی بیوی بچوں میں مست اے سی، کے کمروں میں ہیں، ان کے ماں باپ آج اولڈ ایج ہوم میں ہیں، کیا وجہ ہے کہ وہ یہاں پہنچ گئے، وہ کہیں گے کہ ہمارا بچہ امریکہ میں رہتا ہے، شادی کر لیا اور بیوی کو لے کر چلا گیا۔ باپ پڑھایا لکھایا ایک قابل انسان بنایا آج بیٹا اتنا قابل ہو گیا کہ ماں باپ کو ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں، کاش اگر بہوئیں اپنے ساس، سسر کو اپنے ماں باپ مانیں تو پوری دنیا میں ایک بھی اولڈ ہاؤس نہیں رہے گا۔

معاشرہ کا ایک کڑوا سچ یہ بھی ہے کہ یتیم خانوں میں غریبوں کے بچے ملتے ہیں اور اولڈ ہوم میں بزرگ امیروں کے ملتے ہیں۔ درخت بوڑھا ہو کر پھل نہ بھی دے سایہ ضرور دیتا ہے کاش یہ بات اولاد کی سمجھ میں آجائے۔

والدین اپنا وقت اپنی عمر اپنا پیسہ اپنی سوچ و فکر سب کچھ قربان کرتے ہیں وہ بھی بنا کسی لالچ کہ انہوں نے کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ وہ جس پھر خرچ کر رہے ہیں کیا وہ انہیں آگے جا کر کوئی فائدہ پہنچائے گا کہ نہیں۔ بالآخر ایک دن وہ سب کچھ قربان کر کے خود کمزور پڑ جاتے ہیں تو اسی وقت ایک عاجزانہ خواہش جنم لیتی ہے کہ جس طرح ہم نے اپنے بچوں کے کمزور اور لڑکھڑاتے قدموں کو تھام کر انہیں چلنا سکھایا بالکل اسی طرح ہمارے بچے بھی ہمارا سہارا بنیں ہم چلنا بھول گئے ہیں ہمیں چلنا سکھائیں ہم کھانا بھول گئے ہیں ہمیں کھانا کھلائیں ہم جینا بھول گئے ہیں ہمیں جینا سکھائیں ہم ہنسنا بھول گئے ہیں، ہمیں ہنسنا سکھائیں خدارا اپنے والدین کی قدر و قیمت کو پہنچانیں۔ اپنے والدین کے حق میں دعا کریں انشاء اللہ آپ کی سب جائز دعائیں اللہ تعالیٰ قبول

کرے گا، اگر آپ کے والدین حیات ہیں تب بھی اور اگر وفات پا چکے ہیں تب بھی ان کے حق میں دعا ضرور کیا کریں۔ والدین کا خیال رکھیں ان کی قدر کریں ان کے لئے مصروف زندگی میں سے وقت نکالیں ان کا کوئی نعم البدل نہیں ہے مگر افسوس کہ آج کچھ گھروں میں بچے اور بہو مل کر والدین کا جینا مشکل کر دیا ہے جس کی وجہ سے والدین ٹینشن ڈپریشن میں جا رہے ہیں۔

بچے والدین کے لئے سائیلنٹ کلر ہو گئے ان کو مارنے کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں، گن بندوق کی ضرورت نہیں، بچے اپنی حرکتوں سے مار دے رہے ہیں۔ بچے والدین کو اتنا ستا رہے ہیں کہ وہ ڈپریشن میں چلے جا رہے ہیں، یقین جانئے کہ بچوں کی وجہ سے کئی والدین مر گئے ہیں۔ موت آنی ہی آنی ہے لیکن بچے موت کا سبب بن رہے ہیں خدا کے لئے ان کی موت کا سبب آپ نہ بنیں۔

قرآن نے والدین کو اف تک کہنے سے منع کیا ہے جم جا کر تھوڑا سا طاقت ور کیا ہو گئے والد پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں، والدین بچوں سے ڈر رہے ہیں۔

رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں (۱) کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا (۲) ماں باپ کو ستانا (۳) ناحق کسی کا قتل کرنا (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ (مسلم)

مسجد میں لوگ خطیب صاحب کو پرچی دیتے ہیں کہ میری نانی بیمار ہے، کل میرا انٹرویو ہے خطیب صاحب ذرا دعا کرا دیجئے گا، ایک روایت بھی نہیں ملتی کہ اللہ خطیب و امام کی دعا رد نہیں کرتا لیکن یہ روایت ہے کہ دعوۃ والد لولدہ والد کی دعا اولاد کے حق میں اللہ رد نہیں کرتا، ماں باپ کو دعا کے لئے پرچی دینے کی ضرورت بھی نہیں، ان کے اچھا سلوک کیجئے ساری زندگی ان کی دعائیں لیتے رہیے، یہ بوڑھے ماں باپ ہوتے ہیں، یہ آپ کے گھر میں دعاؤں کی فیکٹریاں ہیں۔

امام ابن سیرینؒ کی والدہ فوت ہوئیں، دھاڑے مار مار کے رونے لگے، کسی سے کہا امام صاحب آپ ہمیں صبر کی تلقین کرتے ہو اور خود دھاڑیں مار مار کے رو رہے ہو، انہوں نے کہا کہ میں

اس لئے نہیں رو رہا ہوں کہ میری اماں فوت ہوگئی، اس لئے رو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں جانے کے لئے میرے لئے دو دروازے کھولے تھے ماں کی شکل میں اور باپ کی شکل میں، اس میں سے آج ایک دروازہ بند ہوگیا ہے۔ یہ یاد رکھو جس دن ماں باپ کی آنکھیں بند ہو جائیں گی تو پیچھے دعائیں دینے والا کوئی نہیں ہوگا، سب حسد کرنے والے ہوتے ہیں آپ کی ترقی سے لوگ جلتے ہیں، ماں باپ وہ واحد ہستی ہیں جو آپ کی ترقی کو اپنی ترقی سمجھتے ہیں۔

افسوس ہوتا ہے، دل دکھتا ہے، روح کانپتی ہے، یہ دیکھ کر کے آج کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے ماں باپ کو غصہ سے جھڑکتی ہیں، گالیاں بکتے ہیں، یا ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

جن لوگوں نے اپنے بچوں کو صرف دنیاوی تعلیم دی بڑی بڑی یونیورسٹی میں پڑھایا اکثر ایسے لوگوں کے بچے اپنے باپ کی لاش لینے کو تیار نہیں ہوتے، تدفین کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا، ان کے پاس دنیا دولت کم نہ تھی وہ کروڑوں کے مالک تھے مگر دین کا فہم نہیں تھا، بچوں کو دنیا چاہے جتنی مرضی دیدو جب تک دین نہ دو گے وہ خود غرض اور جاہل ہی رہیں گے۔ والدین کے انتقال کے بعد کوئی مغفرت کی دعا کرنے والا نہ ہو تو یہ کیسی بدنصیبی ہے۔ کاش ان بچوں کو دین سکھاتے تو یہ بچے بڑھاپے میں خدمت بھی کرتے، نخرے بھی اٹھاتے اور ان کے انتقال کے بعد کوئی مغفرت کی دعا کرنے والا بھی ہوتا۔

●●●

آخری بات

ہم میں سے ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ دنیا میں ہمارا وقت بہت مختصر ہے اس مختصر وقت کو بے جا بحث و تکرار حسد کدورت اور دیگر رنجشوں سے تاریک نہیں کرنا چاہئے کسی نے دل شکنی کی ہے، کسی نے آپ کو دھوکہ دیا ہے، ذلیل کیا ہے، کسی نے بلا سبب آپ کی بے عزتی کی ہے، کسی نے آپ پر ناپسندیدہ تبصرہ کیا ہے پرسکون رہئے، نظرانداز کیجئے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے اور بغیر صلہ کے ان کو معاف کیجئے کیونکہ زندگی کا سفر بہت مختصر ہے اپنے خاندان اور دوستوں کی تعریف کریں اور ان کا احترام کیجئے، محبت کرنے والے درگذر کرنے والے بنئے۔ زندگی انتہائی مختصر ہے اسے نفرتوں میں مت گزاریئے۔ جو دوسروں کے لئے راحت و آرام کا اہتمام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان کا مقدر ہو جاتی ہے۔ دوسروں میں آسانیاں تقسیم کریں آپ کا راستہ خود بخود ہموار ہو جائیگا۔ ذرا سوچیے آج سے سو سال بعد ہم سب اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ زیر زمین ہونگے ہماری جائیدادیں غیروں کی ملکیت ہوگی ہم اپنی نسلوں کی یاد میں تاریخ کا حصہ بن جائیں گے لوگ ہمارے نام اور شکلیں تک بھول جائیں گے وہاں ہمارا کوئی رتبہ کام نہیں آئے گا، وہاں ہماری دولت نہیں چلے گی، وہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، ہمارا چیخنا چلانا کوئی نہیں سنے گا، موت کی طرف سفر تیزی سے جاری ہے نہ دن کا پتہ چل رہا ہے، نہ مہینے کا، نہ سال کا وہاں جا کر ہمیں اندازہ ہوگا دنیا کتنی معمولی تھی اور ہم کتنے نادان اور خسارے کی سوچ کے حامل تھے جب تک ہم اس دنیا میں باقی ہیں موقع ہمارے پاس موجود ہے ہم چاہیں تو نیکیاں کرتے کرتے گزار دیں دنیا میں آنے کی خبر نو مہینے پہلے مل جاتی ہے اور دنیا سے جانے کی خبر تو سکنڈ پہلے بھی نہیں ملتی۔

یاد رکھئے ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ سفر بہت مختصر ہے کوئی اس سفر کی طوالت سے واقف

نہیں ہے کل کسی نے نہیں دیکھا۔ دنیا مستقل ٹھکانہ نہیں ہے مستقل ٹھکانہ یا تو جنت ہے یا جہنم، اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ کس کی فکر کرتے ہیں یاد رکھیں وہاں نہ موت آئے گی نہ ہی زندگی کبھی ختم ہوگی انسان پکار اٹھے گا اور کہے گا کہ اے اللہ ہمیں موت دے دے تب موت بھی نہیں آئے گی۔ یہ دنیا دھوکے کا سامان ہے بار بار تمہیں دھوکہ دے گی دنیا کی فکر چھوڑ دیں آخرت کی فکر کرنا شروع کر دیں حقیقی کامیابی اسی میں ہے۔

ایک دن سب کو جانا ہے کوئی شخص ایسا نہیں جو دنیا میں آیا ہو اور نہ جائے ہم لوگ دنیا کے نیشنل نہیں ہیں، یہاں کا قیام ایک عارضی ٹیشنلٹی ہے، پردیسی ہیں اور یہی دلیل ہے کہ ہمارے جو عزیز جاتے ہیں اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ دیکھو دنیا پردیس ہے۔ موت کا وقت مقرر ہے ایک سکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا ساری دنیا کے ڈاکٹر بھی جمع ہو جائیں تو کسی کو روک نہیں سکتے حتی کہ ڈاکٹر بھی اپنے آپ کو نہیں روک سکتا ابھی چند دن ہوئے ایک ڈاکٹر دوسرے کی دل کی رفتار گن رہا تھا کہ اچانک خود کے دل کی حرکت بند ہوگئی۔

ایک دن مرنا ہے، آخر موت ہے، کر لے جو کرنا ہے، آخر موت ہے، آخری انجام دنیا سے رخصت ہونا ہے، آخری انجام فنا ہے، کوئی کتنی ہی شہرت و دولت کیوں نہ پالے ایک وقت آئے گا اس کو شہرت اقتدار و منصب چھوڑ کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے، سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ۔ کوئی نہیں جانتا کہ توبہ کرنے اور عمل کرنے کی مہلت کب ختم ہو جائیگی ہر شخص کی موت اس کے سر پر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (سورہ انبیاء۔۱)

لوگوں کا حساب نزدیک آپہنچا اور وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں۔

●●●